ہفت روزہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۰ / شمارہ نمبر ۳۹
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

خیر و ابقیٰ
آخرت دنیا سے بہتر اور دائمی ہے

جانشین خاتم الانبیاء
سیدنا ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علامات قیامت

کعبۃ اللہ میں پہلی اذان

قادیانی ریٹائرڈ جنرل عبد العلی کی موت
جن مسلمانوں نے جنازے میں شرکت کی وہ اپنے ایمان کی خیر منائیں

اسلام میں حقوق الدین

داستانِ اربلا

قادیانیوں کا پاکستان میں رہنا حرام ہے۔

ذکریوں نے ذکریت سے تائب ہونے والے نومسلم کو بے دردی سے شہید کردیا

قادیانیوں کا پاکستان میں رہنا حرام ہے

امت مرزائیہ کیلئے لمحہ فکریہ

از: مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

اگر تم لوگ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہو اور مسجد، اذان کلمہ وغیرہ تمام شعائر اسلامی کا اپنے آپ کو حقدار جانتے ہو۔ حکومت کو تمہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینا اور ان شعائر اسلامی کے اسلامی کے استعمال سے روکنا ظلم اور زیادتی خیال کرتے ہو تو تمہارے سامنے دو ہی راستے ہیں یا تو اپنے نظریات و عقائد پر غور و فکر کرکے دوبارہ اسلام میں داخل ہو کر مسلمانوں میں شامل ہو جاؤ۔ یا پھر اس پاکستان کو چھوڑ دو۔

کیونکہ اپنے مذہب اور شعائر مذہب کی حفاظت انتہائی ضروری ہے کہ عدم تحفظ کی صورت میں از روئے قرآن و سنت ترک وطن (ہجرت) فرض ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہر زمانے میں اہل حق کا طرز عمل اس کا گواہ رہا ہے۔

مثلاً جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے آبائی معاشرہ میں تبلیغ حق میں رکاوٹ محسوس کرتے ہیں تو اعلان کر دیتے ہیں۔ انی ذاہب الی ربی سیہدین۔ ترجمہ: میں اپنے رب کی طرف (یعنی جہاں اس کا حکم ہے) جانے والا ہوں وہ میری راہنمائی فرمائے گا۔

ایسے ہی خاتم الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش کے سامنے دعوت توحید پیش فرمائی تو مخالفت شروع ہو گئی۔ اہل حق کو ہر طرح کی تکلیف اور اذیتوں سے دوچار کیا گیا۔ گلے میں رسیاں ڈال کر گھسیٹا گیا تپتے ہوئے پتھروں پر لٹا دیا گیا۔ پانی میں ڈبکیاں دی گئیں۔ دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹا دیا گیا۔ لوہے سے داغ دیئے گئے۔ غرضیکہ کوئی تکلیف ایسی نہ تھی جو ان پاکباز ہستیوں کو نہ دی گئی ہو خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ آزمائشیں آئیں کہ الاماں والحفیظ۔ مگر اہل حق نے دین کی خاطر ان تمام تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا لیکن ان کے پائے استقلال میں ذرا بھی جنبش نہ آئی۔ اور ان ان مخالف حالات کے پیش نظر کوئی شعار بدلا گیا اور نہ کسی عقیدہ سے انحراف کیا گیا۔ بلکہ دین کے تحفظ کے لیے پہلے حبشہ کو ہجرت کی اجازت ملی تھی اور پھر کچھ عرصہ کے بعد ہجرت مدینہ کا حکم آ گیا۔ اس لیے کہ اس معاشرہ میں دین کے تحفظ اور ترقی میں رکاوٹ تھی۔

لہٰذا اگر تمہیں بھی اپنے حق پر ہونے کا یقین ہے اور قرآن پر ایمان رکھنے کے دعویدار ہو تو چونکہ یہاں تمہارے دین اور شعائر دین میں دخل اندازی ہوتی ہے تو مت برداشت کرو۔ وطن چھوڑ کر اہل حق کی سنت پر عمل کرو

باقی صفحہ پر

اسلام میں حقوق الوالدین

والدین کے چہرے کو عظمت و محبت سے دیکھنا ایک حج کے برابر ثواب رکھتا ہے

(۱) وبالوالدین احساناً (القرآن) اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو (۲) والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا فرض ہے (۳) والدین کافر ہوں تب بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو (۴) والدین کے ساتھ اچھے سلوک کی فضیلت ہے (۵) والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (۶) والدین کے ساتھ حسن سلوک میں برکت ہے (۷) والدین کے انتقال کے بعد بھی حسن سلوک کرنا چاہیے (۸) والدین کی قبر پر جانا بھی نیکی ہے (۹) والدین کے دوست احباب سے حسن سلوک بھی والدین کے حقوق میں سے ہے۔ (۱۰) والدین کو دیکھنا بھی عبادت ہے (۱۱) والدین سے نرمی برتنا چاہیے۔ (۱۲) والدین کے پاس جاتے وقت اجازت لینا چاہیے۔ (۱۳) والدین کے لئے کھڑے ہونا چاہیے (۱۴) تم اور تمہارے مال والدین کے ہیں (۱۵) والدین کی خوشنودی میں اللہ کی خوشنودی ہے (۱۶) والدین کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے۔ (۱۷) والدین کے فرمانبردار کی دعا قبول ہوتی ہے (۱۸) والدین کے لیے دعا کرنا ضروری ہے۔ (۱۹) والدین کے لیے مخصوص دعا رب ارحمهما کما ربیانی صغیرا (۲۰) والدین کے لیے دعا نہ کرنے پر فاقہ آتا ہے (۲۱) والدین کی دعا قبول ہوتی ہے (۲۲) والدین کی نافرمانی سب سے بڑا گناہ ہے (۲۳) والدین کے نافرمان پر لعنت ہوتی ہے (۲۴) والدین کا نافرمان جنت سے محروم ہے (۲۵) والدین کے نافرمان کا کوئی عمل صالح قبول نہیں (۲۶) والدین کے نافرمان کو فوری سزا ملتی ہے (۲۷) والدین ظالم ہوں تب بھی ان کی اطاعت فرض ہے (۲۸) والدین کو رنج و غم پہنچانا بھی انکی نافرمانی اور باعث وبال آخرت ہے۔ (۲۹) والدین کو تیز اور ترچھی نگاہ سے دیکھنا نافرمانی ہے (۳۰) والدین کا نافرمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اور جنت سے محروم ہے (۳۱) والدین کے نافرمان کو قیامت میں سخت سزا دی جائے گی (۳۲) ماں باپ کو خوش رکھنے میں رزق میں زیادتی کشادگی اور عمر میں زیادتی ہوتی ہے۔

(محمد رضاء العلی مظاہری ماتن پور فتح پور یوپی انڈیا)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۰ | ۲۳ تا ۲۹ شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ بمطابق ۲۸ فروری تا ۵ مارچ ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۳۹

مدیر مسئول ــــ عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱- مرزائیت کیلئے لمحہ فکریہ ــــــــ ۲
۲- نگہباں ہم نے دیکھا ہے (نظم) ــــــــ ۴
۳- قادیانی جرنل کی موت (اداریہ) ــــــــ ۵
۴- کعبۃ اللہ میں پہلی اذان ــــــــ ۸
۵- سیدنا ابوبکر صدیقؓ ــــــــ ۱۰
۶- مسواک کے فضائل ــــــــ ۱۲
۷- خمیںؓ و البقیٰ ــــــــ ۱۳
۸- عالمی ادبی معلومات ــــــــ ۱۳
۹- تعارف ــــــــ ۱۴
۱۰- یار رفتگاں ــــــــ ۱۵
۱۱- داستانِ ازبلا (قسط نمبر ۹) ــــــــ ۱۸
۱۲- علامات قیامت ــــــــ ۲۰
۱۳- ڈگریوں نے نومسلم کو شہید کر دیا ــــــــ ۲۲
۱۴- قادیانی مذہب کے پانچ ارکان ــــــــ ۲۳

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCK WELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ ــــ ۱۵۰ روپے
ششماہی ــــ ۷۵ روپے
سہ ماہی ــــ ۳۵ روپے
فی پرچہ ــــ ۳ روپے

چندہ

بیرون ممالک سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک/ڈرافٹ بنام "ہفت روزہ ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۹۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۴ بزنس کراچی

نگہباں ہم نے دیکھا ہے

مشیت خود ہو در پردہ نگہباں ہم نے دیکھا ہے
ابھر جاتا ہے مٹ مٹ کر مسلماں ہم نے دیکھا ہے

نقوش اہل وفا کے اور ابھریں گے مٹانے سے
کبھی تخریب کو تعمیر ساماں ہم نے دیکھا ہے

اُدھر گل شمع نمرودی ہوا اعجازِ خلیل سے
ادھر آتش کدہ ہو گل بداماں ہم نے دیکھا ہے

سبق پھر ہو رہا ہے تازہ عہدِ بربریت کا
جہاں میں دشمنِ انساں ہے انساں ہم نے دیکھا ہے

صنم خانہ کی بنیادوں پہ ہو تعمیر کعبہ کی
عیاں ہو کفر سے تنویرِ ایماں ہم نے دیکھا ہے

عروج چند روزہ جن کو مل جاتا ہے قسمت سے
بھلا دیتے ہیں مبتق کردہ ناداں ہم نے دیکھا ہے

دلیری سے، جسارت سے، یقیں سے عزم محکم سے
ہوئی ہیں مشکلیں دم بھر میں آساں ہم نے دیکھا ہے

ستم پر شکر کے سجدے کیے ہیں اہل ایماں نے
نثارِ عشق کر ممنونِ احساں ہم نے دیکھا ہے

نہ گھبرائیں مسلماں اس زوالِ چند روزہ سے
کہ اکثر انقلاب چرخ گرداں ہم نے دیکھا ہے

اظہار اختر - مدیر نور نار بنگلور انڈیا - وارد حال کراچی

قادیانی ریٹائرڈ جنرل کی موت۔ جنازہ میں شریک مسلمان اپنے ایمان کی خیر منائیں

گزشتہ دنوں ملک کا ایک غدار قادیانی عبدالعلی ملک مرگیا قادیانی اسے جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء کا ہیرو قرار دیتے ہیں حالانکہ ہیرو کہلانے کا وہ حقدار جب کہلا یا جا سکتا تھا جب اس جنگ میں پاکستان کا کوئی علاقہ ہندوستان کے قبضہ میں نہ جاتا۔ ابھی حال ہی میں ہندوستان ریڈیو نے خبروں اور ساتھ ہی دھمکی بھی دی ہے کہ پاکستان سے ساتھ دو جنگیں ہو چکی ہیں ہندوستان نے نہ صرف مشرقی پاکستان کو علیحدہ کیا بلکہ بہت سے علاقہ پر قبضہ بھی کیا اور اب سندھ علیحدہ ملک بن جائیگا (یعنی ہم اسے علیحدہ ملک بنا دیں گے) جب ۱۹۶۵ء کی جنگ میں جس کا ہیرو ملک عبدالعلی قادیانی کو بنایا جا رہا ہے آخر اسے کس کارنامے کی بنیاد پر ہیرو بنایا جا رہا ہے اسی بنیاد پر کیا کی وجہ سے پاکستان کا بہت سا علاقہ ہندوستان کے قبضے میں چلا گیا؟ بہرحال وہ ”ہیرو“ گزشتہ دنوں مرگیا۔

قادیانی ترجمان الفضل ۲۱ر جنوری ۱۹۹۲ء میں اس کے جنازے کی مختصر رپورٹ شائع ہوئی ہے اس خبر کا خلاصہ یہ ہے۔

جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں مادر وطن کے دفاع میں تاریخ ساز خدمات انجام دینے والے احمدی فوجی ہیرو محترم لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالعلی ملک سابق امیر جماعت احمدیہ اسلام آباد کی نماز جنازہ مورخہ ۱۸ر جنوری ۱۹۹۲ء اڑھائی بجے ان کی کوٹھی سے باہر کھلے میدان میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ مقیم اسلام آباد نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں کم و بیش ۳ ہزار حاضرین تھے۔ کثیر تعداد میں حاضر اور ریٹائرڈ فوجی اور سول حکام اور جوانوں نے شرکت کی جماعت احمدیہ اسلام آباد اور راولپنڈی کے احباب بھی خاصی تعداد میں شامل ہوئے۔

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد جنرل صاحب کو ایک فوجی ایمبولینس میں رکھ کر ان کے آبائی گاؤں پنڈوری ضلع راولپنڈی لے جایا گیا۔ جہاں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ ان کی تدفین ہوئی۔“

بری، بحری اور فضائی افواج کے ترجمان ہفت روزہ ہلال راولپنڈی (جلد ۲۹ شمارہ ۲۹ ۲۳ر جنوری ۱۹۹۲ء) نے تصویر کے ساتھ ذیل کی خبر دی ہے:۔

لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ملک گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ ان کا جنازہ اسلام آباد میں پڑھا گیا۔ مسلح افواج کے حاضر خدمت اور ریٹائرڈ افسران بڑی تعداد میں جو مرحوم کو آخری سلام پیش کرنے پہنچے جن میں جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی جنرل شمیم عالم خان ریٹائرڈ جنرل ٹکا خان، ریٹائرڈ جنرل محمد شریف، ریٹائرڈ جنرل محمد اقبال خان ریٹائرڈ ایئر چیف مارشل ذوالفقار علی خان بھی اس موقع پر موجود تھے۔

جنرل عبدالعلی ملک کا شمار جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں دفاع چونڈہ کے معماروں میں ہوتا تھا۔ پنجاب رجمنٹ کی اس بٹالین کے افسر اور جوان میت کو کندھا دیئے ہوئے تھے جس میں جنرل عبدالعلی ملک نے کمیشن حاصل کیا اور بعد ازاں کمان کی۔ قومی پرچم میں لپٹی ان کی میت کو بعد ازاں ان کے آبائی گاؤں پنڈوری لے جایا گیا۔ جہاں انہیں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

اس خبر کا جو افسوسناک پہلو ہے وہ یہ ہے کہ اس کی ”نماز جنازہ“ (جسے نماز کہنا صحیح نہیں) میں بہت سے مسلمان سول اور فوجی افسروں نے بھی شرکت کی ہمارے خیال میں انہوں نے سہواً ایسا نہیں کیا بلکہ وہ جانتے تھے کہ ریٹائرڈ جنرل عبدالعلی ملک غلیظ قسم کا متعصب قادیانی ہے اور قادیانی صرف کافر اور غیر مسلم ہی نہیں بلکہ مرتد اور زندیق بھی ہیں اس لئے کہ ان کا عقیدہ ہے۔

1۔ مرزا غلام احمد قادیانی مجدد، مہدی، مسیح اور نبی تھا۔

۲۔ قرآن پاک کی آیت واخرین منهم اور دوسری آیت وبالاخرۃ هم یوقنون سے مرزا قادیانی مراد ہے اور وہی آخری نبی ہے۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رات کے چاند اور مرزا قادیانی چودھویں رات کا چاند تھا

۴۔ مرزا قادیانی کا تخت سب نبیوں سے اونچا بچھایا گیا۔

۵۔ سارے نبیوں میں جو خصوصیات تھیں وہ سب مرزا قادیانی میں جمع کر دی گئیں۔

۶۔ مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کے ہاتھ راست دین قرار دیا گیا۔

۷۔ مرزا قادیانی نے تمام انبیاء، صحابہ اور اولیاء امت کی توہین کی اور انہیں گالیاں دیں۔

۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا کہ آپ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیا کرتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سؤر کی چربی ملی ہوئی ہے۔

۹۔ مرزا قادیانی نے قرآن پاک میں لفظی و معنوی تحریف کی۔

۱۰۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ان کا رفع آسمانی اور نزول، اندھوں کو ٹھیک کرنا، برص یا کوڑھ کے مریضوں کو درست کرنا، مردوں کو زندہ کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات جیسے معراج جسمانی، شق صدر وغیرہ کا صریح انکار کرنا۔

۱۱۔ اپنے معجزات (جنہیں معجزہ کہنا معجزے کی توہین ہے) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے زیادہ بتانا۔

الغرض ایک مسئلہ نہیں ایسے بہت سے مسائل عقائد اور نظریات ہیں جن کی وجہ سے قادیانی خود بخود مسلمانوں سے الگ ہو جاتے ہیں دنیاوی امور میں ہماری غیرت کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے ماں باپ کو گالیاں دیتا یا ان کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کا ارتکاب کرتا ہو تو ہم اس سے نہ صرف لڑنے جھگڑنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں بلکہ اس سے سلام و کلام تک منقطع کر دیتے ہیں جب اپنے ماں باپ کے بارے میں ہم اتنی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہیں تو انبیاء کرام علیہم السلام اور آنحضرت ﷺ کا مقام و مرتبہ اس پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بلند و اعلیٰ ہے تو پھر ہمیں انبیاء کرام اور حضور ﷺ کے بارے میں غیرت کا کیوں ثبوت نہیں دینا چاہیئے؟

اس کے برعکس قادیانی زیادہ غیرت مند واقع ہوئے ہیں کیونکہ جو شخص مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا تو وہ اسے نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں نہ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں نہ ان سے رشتے ناطے کرتے ہیں نہ ان کے جنازوں میں شریک ہوتے ہیں حتیٰ کہ خود مرزا قادیانی نے اپنے لڑکے فضل احمد کا جنازہ اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ مسلمان تھا اور اپنے باپ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا تھا یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے خود مرزائیوں نے یہ لکھا ہے چند حوالے ملاحظہ ہوں:۔

اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی کوئی مرا ہوا ہو اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا کرے اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رسول اللہ اور نبی کی پہچان اسے نصیب نہیں ہوئی اس لئے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کا جنازہ نہیں پڑھیں گے کیونکہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دے دیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں۔ ان کا جنازہ بھی جائز نہیں غیر مبائعین (لاہوری جماعت) کے گروہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو کسی قسم کی بھی نبوت حاصل نہیں تھی، اور وہ نبوت کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود کے الفاظ کو غلطی پر محمول کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی احمدی نہیں ہیں ایسے لوگوں کا بھی جنازہ جائز نہیں۔ (میاں محمود احمد صاحب قادیانی خلیفہ قادیان کا مکتوب مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۶ء نمبر ۱۰۲، جلد ۱۳)

(میاں محمود احمد قادیانی خلیفہ قادیان کا مکتوب مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۶ء نمبر ۱۰۲، جلد ۱۳)

معاملہ یہیں تک محدود نہیں بلکہ مسلمانوں کے معصوم بچوں کی نماز جنازہ پڑھنے کی بھی ممانعت ہے۔

ایک اور سوال یہ رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا۔ اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے پھر میں کہتا ہوں بچہ گنہگار نہیں ہوتا اس کو جنازے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پسماندگان کے لئے اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لیے بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت (مرزا) صاحب کو تو سچا مانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی۔ یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور ایسی حالت میں مر گیا ہے اس کو ممکن ہے خدا تعالیٰ کوئی سزا نہ دے۔ لیکن شریعت کا فتویٰ ظاہری حالت کے مطابق ہوتا ہے اس لئے ہمیں اس کے متعلق بھی یہی کرنا چاہیے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔

قادیانیوں کے نزدیک مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کی بھی ممانعت ہے فتویٰ ملاحظہ ہو۔

سوال:۔ کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے۔

جواب: غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔

(دستخط: محمد سرور۔ قادیان)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵۱ ، مورخہ ۶ فروری ۱۹۲۱ء)

جب قادیانیوں کے سربراہوں کے نزدیک مسلمانوں کی یہ حیثیت ہو کہ ان کے بچوں کا جنازہ پڑھنا بھی جائز نہ ہو اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا بھی صحیح نہ ہو تو مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کرنا بھی صحیح نہ ہو تو مسلمانوں کے لئے کیسے جائز ہو گیا کہ وہ کسی غلیظ قسم کے قادیانی کی نماز جنازہ میں شرکت کریں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں ان کی تو یہ حالت ہے کہ جب بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ پڑھی جا رہی تھی تو سر ظفر اللہ قادیانی ہندوؤں، سکھوں اور پارسیوں کے ساتھ الگ ہو کر بیٹھ گیا اور نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی جب اس سے پوچھا گیا کہ تو نے جنازہ کیوں نہ پڑھا تو اس نے جواب دیا کہ۔

"مجھے مسلمان حکومت کا کافر ملازم سمجھ لیں یا کافر حکومت کا مسلمان ملازم"۔

قادیانی تو اتنا متعصب ہو کہ وہ کسی مسلمان کا جنازہ نہ پڑھیں، دعائے مغفرت نہ کریں حتیٰ کہ قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں اور ہم مسلمان ہو کر دینی غیرت و حمیت کا ثبوت نہ دیں اور عبد العلی جیسے غلیظ قادیانی کی نماز جنازہ میں شرکت کریں اور اس کے لئے دعائے مغفرت کریں؟

ہم یہ انتقاماً نہیں کہہ رہے کہ جب وہ مسلمانوں کا جنازہ نہ پڑھیں تو ہمیں بھی ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ یہ شرعی مسئلہ ہے کہ کسی کافر، مرتد، زندیق اور گستاخ رسول کے جنازہ میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔ اگر غلطی سے شریک ہو گیا تو توبہ کرے اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں لیکن اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ یہ شخص قادیانی مرتد ہے شرکت کرتا ہے تو اس کے متعلق فتویٰ ملاحظہ ہو یہ فتویٰ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم نے اپنے ایک رسالے "قادیانی جنازہ" میں تحریر فرمایا (یہ رسالہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان سے حاصل کیا جا سکتا ہے)

فتویٰ ملاحظہ ہو:۔

جن مسلمانوں نے مرزائی مرتد کا جنازہ پڑھا ہے اگر وہ اس کے عقائد سے ناواقف تھے تو انہوں نے برا کیا اس پر ان کو استغفار کرنا چاہئے کیونکہ مرزائی مرتد کا جنازہ پڑھ کر انہوں نے ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

اور اگر ان لوگوں کو معلوم تھا کہ یہ شخص مرزا غلام احمد کو نبی مانتا ہے، اس کی وحی پر ایمان رکھتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا منکر ہے اس علم کے باوجود انہوں نے اس کو مسلمان سمجھا اور مسلمان سمجھ کر ہی اس کا جنازہ پڑھا تو ان تمام لوگوں کو جو جنازہ میں شریک تھے اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہئے کیونکہ ایک مرتد کے عقائد کو اسلام سمجھنا کفر ہے اس لئے ان کا ایمان بھی جاتا رہا اور نکاح بھی باطل ہو گیا، ان میں سے کسی نے اگر حج کیا تھا تو اس پر دوبارہ حج کرنا بھی لازم ہے۔" (قادیانی جنازہ صفحہ ۱۱)

اس رسالہ میں قرآن و حدیث کے بیشمار دلائل دیئے گئے ہیں ہم نے فتویٰ کا صرف خلاصہ پیش کیا ہے اس لئے جن مسلمانوں نے ریٹائرڈ جنرل عبد العلی جیسے غلیظ اور متعصب قادیانی کی نماز جنازہ میں شرکت کی ہے انہیں اپنے ایمان اور نکاح کی فکر کرنی چاہئے۔

بقیہ : مرزائیت کیلئے لمحۂ فکریہ

اپنے امام کے پاس برطانیہ چلے جاؤ۔ کیونکہ بقول مرزا قادیانی سلطنت برطانیہ تمہارے لیے سایہ رحمت ہے اور تم اس کیلئے بطور تعویز ہو۔ اس ملک میں تمہارا رہنا از روئے قرآن حرام اور ہجرت کرنا فرض ہے جیسا کہ قرآن مجید کا اعلان ہے کہ ترجمہ بے شک جن لوگوں کی جان فرشتے اس حالت میں نکالتے ہیں کہ وہ لوگ اپنا برا کر رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت ان کو فرشتے کہتے ہیں کہ تم کن حالات میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس ملک میں مغلوب تھے۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ کیا خدا کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔ سو ایسے لوگوں کا رجوان حالانکہ ہجرت نہیں کرتے۔ ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔ سورۃ النساء آیت ۹۷۔ منقول "از کتاب قہر مرزائیت میں ایک اور شگاف" صفحہ ۱۔

نوٹ میری اس تجویز سے مرزائی خلیفہ مرزا محمود بھی متفق ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر کسی وقت تبلیغ میں رکاوٹ پیدا کی گئی تو پھر یا تو ہم ملک سے نکل جائیں گے یا پھر اگر اللہ نے اجازت دی تو ایسی حکومت سے لڑیں گے۔ الفضل ۱۳۔ نومبر ۱۹۵۳ء۔ بحوالہ خلیفہ ربوہ کے ناپاک سیاسی منصوبے صفحہ لہٰذا مرزائیوں کو اس ملک سے نکل جانا چاہیے۔

کعبۃ اللہ میں پہلی اذان

مولینا محمد اکرم طوفانی ——— سرگودھا

بیت اللہ۔ اللہ کا گھر جو مکہ شریف میں مسلمانوں کی ہدایت کا مرکز ہے۔ جس کے متعلق اللہ کا واضح ارشاد قرآن پاک میں موجود ہے۔ مبارکاً و ھدًی للعالمین جو برکت دیا ہوا اور جہان والوں کے لیے ہدایت کا مصدر ہے۔ اس کعبۃ اللہ میں سب سے پہلی اذان ۸ھ ہجری فتح مکہ کے موقع پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہی۔ ابن سعد نے قاسم بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ بلالؓ اسلام کے سب سے پہلے مؤذن ہیں۔

ہجرت مدینہ میں جب مسجد نبوی کی تعمیر مکمل ہوئی تو اذان کی ابتداء بھی ہوئی۔ اذان دینے کا قرعہ فال بھی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ہی نکلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو مؤذن مقرر فرمایا۔ آپؓ کی آواز بلند اور دلکش تھی اور اس میں قدرت نے ایسی تاثیر رکھی تھی کہ جو اذان کی آواز سنتا فوراً مسجد کی طرف رواں دواں ہو جاتا۔

رمضان شریف ۸ھ میں جب آقائے نامدار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ مکہ شریف میں ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سال مکمل کفار مکہ کے ظلم و ستم برداشت کئے تھے تو آپؐ کے فاتحانہ انداز میں داخل ہونے سے لوگوں میں ہیبت پھیل گئی۔ اور انہیں اپنا انجام بد سے بدترین نظر آنے لگا۔ لوگ ڈر کی وجہ سے گھبرائے ہوئے تھے۔ کہ خدا جانے آج ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ آج ہم سے ہمارے جبر و استبداد اور ظلم و ستم کے بدلے لیے جائیں گے۔ لیکن رحمۃ للعالمین نے اس ہجوم جو حرم کعبہ میں جمع ہو گیا تھا پہلا فاتحانہ خطاب یوں فرمایا: لا تثریب علیکم الیوم۔ انتم الطلقاء جاؤ تم سب کو معاف کر دیا گیا۔ آج کے دن تم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ تو ان ظالموں پر جنہوں نے تیرہ سال حضورؐ کی ذات گرامی اور صحابہ کرام کی مقدس جماعت پر ظلم ڈھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا تھا سکتے کی کیفیت طاری ہو گئی۔ یہ ان کی تاریخ نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں سب سے انوکھی اور پہلی بات تھی کہ ظالم پر قابو پا کر ان کو معاف کر دیا جاتے۔

۲۰ رمضان المبارک ۸ھ جمعہ کا مبارک دن تھا۔ آپؐ نے بیت اللہ شریف کے دروازے کے سامنے جلوہ گر ہو کر فرمایا۔ عثمان بن طلحہ کلید بردار کعبہ کو بلاؤ۔ حضرت عثمان حاضر ہوئے تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کعبہ کی چابی لاؤ۔ اللہ اکبر۔ یہ وہی عثمان تھا جس نے کئی سال پہلے حضورؐ کو بے یار و مددگار سمجھ کر چابی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ حالانکہ آپؐ چند گھڑیوں کے لیے کعبے کے اندر رب کعبہ کی عبادت کرنا چاہتے تھے۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا۔ عثمان یاد رکھنا۔ ایک دن یہ چابی میرے پاس ہوگی۔ اور میں جسے چاہوں گا عطا کروں گا لیکن اس وقت تو عثمان نے اسے دیوانے کی بڑ سمجھا تھا اور بڑے متکبرانہ انداز میں جواب دیا تھا کہ شاید اس وقت تمام قریش ہلاک ہو چکے ہوں گے۔ لیکن آپؐ نے فرمایا نہیں وہ تو قریش کی عزت کا دن ہوگا۔ آج اس فرمان رسولؐ کی صداقت کو لوگ دن کی روشنی میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اور کسی کو اس یتیم مکہ کے سامنے دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ عثمان نے لرزتے ہاتھوں سے کعبہ شریف کی چابی سے دروازہ کھول دیا۔ اور خاموشی سے ایک طرف ہو گئے۔ لیکن قربان جاؤں اس رحمۃ للعالمین کی رحیمی پر کہ آپؐ نے عثمان کو چابی واپس دیتے ہوئے فرمایا کہ عثمان لو۔ یہ چابی۔ اب قیامت کی صبح تک یہ چابی تمہارے خاندان میں رہے گی۔ اور سوائے ظالم کے کوئی شخص اس چابی کو تم سے نہیں چھین سکے گا۔ عثمان جس کے سامنے اپنا سابقہ کردار تھا اسے یاد تھا کہ میں نے تو چابی سے انکار کیا تھا۔ تو حضورؐ کی اس ذرہ نوازی پر بے اختیار پکار اٹھا: بے شک آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ آج کا دن نیکی اور وفا کا دن ہے۔ عثمان کلمہ پڑھ کر حضورؐ کے دامن سے ہمیشہ کے لیے وابستہ ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو بتوں کا صفایا کروایا۔ تصویروں کو مٹایا اور کعبہ کو گندگی سے

صحابہ کرامؓ کا لقب

صحابہ کرامؓ میں خلیل رسول حضرت ابوذر غفاریؓ کا لقب تھا۔
صحابہ کرامؓ میں فقیہ الامت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا لقب تھا۔
صحابہ کرامؓ میں میزبان رسول حضرت ابوایوب انصاریؓ کا لقب تھا۔
صحابہ کرامؓ میں یار غار حضرت ابوبکر صدیقؓ کا لقب تھا۔
صحابہ کرامؓ میں مراد رسول حضرت عمر فاروقؓ کا لقب تھا۔
صحابہ کرامؓ میں خادم رسول حضرت انس بن مالکؓ کا لقب تھا۔
صحابہ کرامؓ میں سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کا لقب تھا۔
صحابہ کرامؓ میں سید الشہداء حضرت امیر حمزہؓ کا لقب تھا۔

مرسلہ: حافظ خلیل کروڑ

پاک کروادیا۔ اور حضرت بلال بن رباحؓ سے فرمایا کہ بلالؓ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اپنی بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی توحید کا نعرہ لگاؤ۔ حضرت بلالؓ نے حکم کی تعمیل کی اور چھت پر کھڑے ہو کر اپنی بلند اور دلکش آواز میں اذان کہی۔ زمین و آسمان پر سناٹا طاری تھا اور لوگ ساکت و جامد کھڑے تھے۔ حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی اس وقت اور اس اذان کے بارے میں فرماتے ہیں یہ وقت بھی اپنے اندر نہایت عظمت و بزرگی رکھتا تھا جس کے دامن اجلال تک ادراک کی رسائی ناممکن ہے۔ اس وقت کی عظمت کو حاملان عرش سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ حضرت بلالؓ کی اذان کی آواز وہاں تک پہنچی تھی بلکہ اس سے بھی گزر گئی تھی۔ خداوند اس وقت کے طفیل ہمیں دین اسلام پر قائم رکھے۔ اور کلمۂ اسلام کو بلند فرما کر ثابت قدم رکھے۔ یہ تذکرہ اس وقت تک مکمل نہ ہوگا جب تک حضرت بلالؓ کا تھوڑا سا تذکرہ نہ کیا جائے۔

آپؓ رباح حبشی کے بیٹے تھے۔ جو خود بھی غلام اور ان کے بیٹے بلالؓ بھی غلام تھے۔ جن کا آقا امیہ بن خلف بڑا ہی ظالم تھا۔ اور آپؓ پر اسلام کی وجہ سے سخت مظالم ڈھایا کرتا تھا۔ وہ ظالم حضرت بلالؓ کو کلمۂ اسلام کی پاداش میں سخت تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر ان کے سینے پر بھاری پتھر رکھوا دیا کرتا تھا۔ کبھی رسے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں ڈال دیتا۔ کبھی ہاتھ پاؤں باندھ کر دھوپ میں ڈالتا۔ کبھی اندھیری کوٹھڑی میں بند کر دیتا۔ اور رات کو لوگ سو رہے ہوتے یہ ظالم حضرت بلالؓ کو مارنا شروع کر دیتا۔ لیکن آپؓ صبر سے احد، احد پکارا کرتے تھے۔ امیہ بن خلف ہر ضرب کے بعد پوچھتا کہ سنا کیا حال ہے۔ چھٹکارے کی ایک ہی صورت ہے۔ محمد مصطفیٰؐ کا دامن چھوڑ دے۔ تو حضرت بلالؓ ایک ہی آواز میں کہتے احد احد۔

ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کا جو گزر ہوا اور دیکھا کہ پروانۂ مصطفیٰؐ، عشق مصطفیٰؐ میں تڑپ رہا ہے۔ تو آپؓ نے ایک رومی غلام قسطاس کے بدلے میں امیہ سے لے کر آزاد کر دیا۔ امیہ اس سودے پر بڑا خوش تھا اس کے خیال میں رومی غلام بڑا قیمتی تھا۔ اس نے پوچھا کہ اے ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیقؓ) تمہاری جگہ میں ہوتا تو بلالؓ جیسے غلام کو دو کے چھلے کے عوض بھی نہ خریدتا۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا تو اس غلام کی قدروقیمت سے واقف نہیں۔ مجھ سے پوچھو تو یمن کی بادشاہی اس کی قیمت میں تھوڑی ہے۔ جب حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ سارا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپؐ بہت خوش ہوئے اور فرمایا ابوبکرؓ اس کار خیر میں مجھے بھی شریک کر لو۔ تو حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ میں نے اس کو آزاد کر دیا ہے۔ حضرت بلالؓ ان سات آدمیوں میں سے تھے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ آزادی کے بعد آپؓ نے پوری زندگی حضورؐ کی خدمت میں وقف کر دی۔ اور کسی بھی وقت آپؐ سے جدائی نہیں کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت کی یہ کیفیت تھی کہ:

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری۔

آپؓ مسجد نبویؐ کے مؤذن تھے۔ بیت المقدس میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ نے جو عیسائیوں سے معاہدہ صلح مرتب فرمایا اور مسلمانوں سے ایک بلیغ خطبہ فرمایا تو حضرت بلالؓ سے جو مسلمانوں میں شامل تھے مخاطب ہو کر فرمایا اے ہمارے سردار بلالؓ آج اسلام کے قبلہ اول پر توحید کا پرچم لہرایا ہے اس باعظمت موقع پر آپ اذان دیں۔ حضرت بلالؓ نے جنہوں نے حضور اکرمؐ کے وصال کے بعد تقریباً اذان کہنا چھوڑ دی تھی۔ جب آپؓ نے قبلۂ اول پر اذان شروع کی تو صحابہؓ پر رقت طاری ہو گئی۔ انہیں حضورؐ کا زمانہ یاد آ گیا۔ اور روتے روتے نڈھال ہو گئے۔ حضورؐ کی وفات کے بعد آپؓ نے مدینہ میں رہنا کم کر دیا تھا۔ مسجد نبویؐ اور مدینہ کی گلیاں سنسان نظر آتی تھیں۔ صبح اداس اداس [illegible] کبھی بھی ہوئی۔ شاید کہ شہر چھوڑ کر چلے گئے۔

حضورؐ کی جدائی، آنکھوں میں حضورؐ کی صورت نہ آنا بے بسی کے عالم میں مدینہ چھوڑ گئے۔ آخر ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں آئے اور فرمایا بلالؓ۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ ہماری رفاقت کیوں چھوڑ دی ہے۔ تو آپ نے آخری ایام میں مدینہ تشریف لائے روضۂ مبارک پر حاضری دی اور اس قدر روئے کہ دیکھنے والوں پر بھی رقت طاری ہو گئی۔ لوگوں کے اصرار اور حضرات حسنینؓ کے تقاضے پر صبح کی اذان دی تو سننے والوں کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ اور اچانک کئی سالوں کے بعد حضرت بلالؓ کی اذان سن کر صبح صبح مدینہ کی گلیاں لوگوں سے بھر گئیں۔ لوگ مسجد نبویؐ کی طرف دوڑے دوڑے جانے لگے۔ چھوٹے اور بڑے مسجد نبویؐ کی طرف رواں دواں گویا کہ حضورؐ کا زمانہ اچانک آ گیا۔

آپؓ نے ۲۰ ہجری ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ جب حضرت عمرؓ کو اس سانحہ کی خبر ملی تو روتے جاتے تھے اور فرماتے تھے۔ آہ! ہمارا سردار بلالؓ بھی ہمیں داغ مفارقت دے گیا۔ حضرت بلالؓ جب بستر پر لیٹا کرتے تھے تو دعا کرتے تھے الٰہی میرے گناہوں سے درگزر فرما اور میری بیماریوں میں مجھے معذور سمجھ۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جو قرب حاصل تھا اس کی وجہ سے صحابہ کرامؓ آپؓ کو بہت محترم اور محبوب جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپؓ پر ہزاروں، کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

مُفت مشورہ برائے خدمتِ خلق،
ہمارے پاس شفاء کی کوئی گارنٹی نہیں ہے، شفاء کی گارنٹی تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ عام جسمانی طاقت، خون، بھوک و ہاضمہ کے لئے ● دل، دماغ، جگر، معدہ، مثانہ، پٹھے، و ہاضمہ کے لئے ● جسم کو مضبوط، سمارٹ، خوبصورت، و طاقتور بنانے کے لئے ● تمام خاص مردانہ زنانہ و بچوں کی امراض کے لئے ● دودھ، مکھن، گوشت و فروٹ ہضم کرنے کے لئے ● تمام پرانی بیماریوں کے لئے ● چالیس سال کی تجربہ شدہ۔
دیسی دوائی کا مفت مشورہ و جواب کیلئے جوابی لفافہ یا اسکی قیمت ارسال کریں۔
حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ [illegible] گورنمنٹ آف پاکستان
فون دکان 354840
رہائش 354795
چاندنی چوک، محلہ غلام محمد آباد، فیصل آباد۔ پوسٹ کوڈ 38900

جانشین خاتم الانبیاء امیر المومنین

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحریر: محمد اشرف علی بہاولپور

آپ کا نام ایام جاہلیت میں عبدالکعبہ تھا، جب توفیق ایزدی نے آپ کو دولت اسلام سے مالا مال کیا تو سید البشر نے عبداللہ نام تجویز فرمایا۔ ابوبکرؓ کنیت ہے جبکہ عتیق اور صدیق لقب ہیں۔ والد گرامی کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ تھی اور والدہ ماجدہ کا نام سلمیٰ اور کنیت ام خیر تھی۔ آپ کے والدین اکٹھے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپؓ کی صرف دو بیٹیاں ام فروہ اور قریبہ تھیں۔ آپؓ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے مرہ، پر جبکہ والدہ کی طرف سے بھی مرہ، پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ والد کی طرف سے ساتویں پشت میں اور والدہ کی طرف سے چھٹی پشت میں یہ سلسلہ ملتا ہے۔

خلیفہ راشد رابع سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "یہ فضیلت مہاجرین میں اور کسی کو حاصل نہیں ہوئی کہ اس کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوئے ہوں۔"

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے چار شادیاں کیں دو زمانہ جاہلیت میں اور دو قبول اسلام کے بعد۔ اور اولاد میں تین لڑکے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔

امام الصحابہؓ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی فطرت شروع ہی سے سلیم تھی چنانچہ آپ کو اسلام سے پہلے بھی بت پرستی سے نفرت تھی اور شراب نوشی کو بُرا جانتے تھے۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ صحابہؓ کرام کے ایک مجمع میں کسی نے آپؓ سے دریافت کیا کہ "بھلا کبھی آپ نے شراب پی ہے"؟ آپؓ نے اللہ سے پناہ مانگ کر فرمایا "کبھی نہیں" اس نے پھر کہا کہ "کیوں"؟ آپ نے جواب دیا "تاکہ عزت برباد اور مروت زائل نہ ہو کیونکہ شراب پینے سے عزت اور مروت جاتی رہتی ہے۔" یہ خبر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے دو بار ارشاد فرمایا "ابوبکر سچ کہتے ہیں۔"

سرور دو عالم کی بعثت سے پیشتر جناب صدیق اکبرؓ آنحضرتؐ کی خدمت بابرکت میں اکثر آیا کرتے تھے۔ جب اسلام کا دور آیا اور سرور کائنات نے خدا کے دین کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی طرف لوگوں کو بلایا تو سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ نے اپنی فطری صلاحیت، فکری رفعت و بلندی اور سلامت طبعی کا مظاہرہ کیا اور آقائے نامدارؐ کی دعوت پر لبیک کہہ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ تورات، انجیل اور دوسری آسمانی کتب میں جیسے حضورؐ کے بارے میں پیشین گوئیاں موجود تھیں ایسے ہی صحابہؓ کے بارے میں تذکرے موجود تھے لیکن سیدنا ابوبکر صدیقؓ وہ ذی مرتبت صحابی ہیں جن کی انفرادی اور ذاتی علامات کتب سماویہ میں بیان کی گئی تھیں۔

جانشین رسولؐ قبل از اسلام بڑے پیمانے پر کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ اس طرح ایک بار آپؓ یمن میں تجارتی سامان لے کر گئے تو قبیلہ ازد کے ایک صاحب علم بزرگ نے آپؓ کو اپنا مہمان بنایا، جو توراۃ و انجیل اور دیگر آسمانی صحیفوں کا بڑا ماہر عالم تھا۔ اس نے سیدنا صدیق اکبرؓ کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا، کہنے لگا "میرا خیال ہے تم سرزمین حرم مکہ کے رہنے والے ہو"؟ حضرت ابوبکرؓ نے سر کے اشارے سے جواب دیا "ہاں" اس نے کہا "یوں مجھے سمجھ آ رہا ہے کہ تم قریشی ہو"۔ آپؓ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ تمہارا اندازہ درست ہے۔ اس نے پھر کہا "تو آپ خاندان قریش قبیلہ بنو تمیم بن مرہ میں سے ہیں"؟ آپ نے جواب دیا "یہ بات بھی درست ہے"۔ یہ سن کر اس کا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھا اور خوشی سے کہنے لگا بس ایک علامت دیکھنا باقی رہ گئی۔ اپنا پیٹ دکھایئے! سیدنا ابوبکرؓ جو شرم و حیا کا پیکر تھے، تھوڑا جھجکے اور حیران ہوئے کہ آخر معاملہ کیا ہے! فرمایا "پہلے بات بتاؤ کیا معاملہ ہے؟" جب تک اپنے سوالات کی اصل وجہ نہیں بتاؤ گے، میں تمہاری بات ... مان کر پیٹ نہیں دکھاؤں گا؟" قبیلہ ازد کے یمنی عالم نے کہا "اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنے والی کتابوں کی روشنی میں میرا علم کہتا ہے کہ بیت اللہ کی وادی سرزمین حرم میں ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے، دنیا میں دو شخص ان کے خاص مددگار اور ساتھی ہوں گے۔ ان میں سے ایک کڑیل جوان ہو گا جو خطروں کو خاطر میں لائے بغیر دشمنوں کی پیدا کردہ ریشہ دوانیوں کو روندتا چلا جائے گا اور دوسرا شخص ادھیڑ عمر ہوگا اس کے پیٹ پر سیاہ تل اور بائیں ران پر ایک نشان ہوگا اس کی باقی شکل و شباہت تجھ جیسی ہوگی اور حسب و نسب وہی ہوگا جو تمہارا ہے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے پیٹ سے کرتہ اٹھا دیا۔ اس نے جلدی سے ادھر اُدھر دیکھا تو کالا تل بھی صداقت صدیق کی گواہی دے رہا تھا۔ یمنی عالم پکار اٹھا "رب کعبہ کی قسم! تم ہی وہ شخص ہو جس کی خبریں آسمانی کتب میں معاون نبی آخر الزمانؐ کے ساتھ کر دی گئی ہیں۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ سرزمین حرم میں نازل ہونے والی کائنات کی اس آخری ہدایت سے انحراف نہ کرنا، صراط مستقیم کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، اس نبی سے بے رخی نہ برتنا۔"

وصی رسولؐ نے فرمایا کہ "یہ باتیں میرے دل پر نقش ہو گئیں"۔ اپنے تجارتی کاموں سے فارغ ہو کر کچھ دنوں بعد حضرت ابوبکرؓ واپس روانہ ہونے لگے تو یمنی شیخ نے کہا کہ خاتم

الانبیاءؑ کی شان میں چند شعر میں نے لکھے ہیں یہ تحفہ ساتھ لیتے جاؤ، جب وہ مل جائیں تو ان کی خدمت میں پیش کر دینا!

نگہبان رسالت سیدنا صدیق اکبرؓ کے متعلق معروف مؤرخ مفکر اور متعصب مؤرخ "سر ولیم میور" نے اپنی کتاب "خلافت عروج و زوال" میں جو کچھ لکھا ہے وہ بہت عبرت آموز ہے چند پیروں کا ترجمہ ملاحظہ کریں کہ "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عہد مختصر تھا مگر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد اور کوئی ایسا نہیں ہوا جس کا اسلام کو ان (ابوبکرؓ) سے زیادہ ممنون اور مرہون احسان ہونا چاہیے، چونکہ ابوبکر (رضی) کے دل میں رسول اکرم (ص) کا اعتقاد نہایت راسخ طور پر متمکن تھا اور یہی عقیدہ خود رسول خدا کے خلوص اور سچائی کی زبردست شہادت ہے لہٰذا میں نے ان (ابوبکرؓ) کی حیات و صفات کے تذکرے کے لئے تفصیل سے کام لیا ہے۔ اگر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (نعوذ باللہ) ان کے کاذب ہونے کا یقین ہوتا تو وہ کبھی ایسے شخص کو دوست اور عقیدت مند نہ بنا سکتے، جو نہ صرف یہ کہ دانا و دانشمند تھا بلکہ سادہ مزاج اور انصاف پسند بھی تھا۔ ابوبکر (رضی) کو نفسانی عظمت و شوکت کا کبھی خیال نہیں آیا۔ انھیں جبکہ شاہانہ اقتدار حاصل تھا اور بالکل خود مختار رہتے مگر وہ اس طاقت و اقتدار کو صرف اسلام کی بہتری اور رعیت کو فائدہ پہنچانے میں کام لاتے ان کی ہوشمندی اس امر کی مقتضی نہ تھی کہ خود فریب کھالیں وہ خود ایسے شخص تھے کہ کسی کو دھوکہ نہ دے سکتے تھے"!

جس طرح اللہ کی ربوبیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام رسالت میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کیا جاسکتا اسی طرح صدیق اکبرؓ کے مقام صداقت میں بھی کوئی ان کا ہم پلہ نہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں ... ہر چند نبی کا ہر صحابیؓ اپنے پسندیدہ کمالات و فضائل کے لحاظ سے منفرد ہے لیکن سرور کائنات کی رسالت و نبوت کے جو جلوے سیدنا صدیقؓ میں نظر آتے ہیں، ان کی شان ہی نرالی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ عشق رسولؐ کی مثال ہیں۔ آپؓ نبوت کی برکات سے زیادہ فیض یاب ہوئے۔ آپؓ کے کردار، گفتار اور حرکات و سکنات سے سنت نبویہ کی خوشبو آتی تھی۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہؒ نے "ریاض النضرہ" میں عشیفہ کا تذکرات سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حوالے سے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحابؓ جمع تھے وہ تعداد میں کل انتالیس آدمی تھے تو قائد امت محمدیہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے نبی کریمؐ کی خدمت اقدس میں اعلان اسلام کی بابت اصرار کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ابھی ہم لوگ تعداد میں تھوڑے ہیں (لہٰذا یہی مناسب ہے کہ اجتماعی طور پر فی الحال اعلان نہ کیا جائے) مگر ابوبکر صدیقؓ برابر اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ سید المرسلینؐ راضی ہوگئے اور اجازت دے دی اور باہر تشریف لائے اور تمام صحابہؓ کعبہ کے اندر ادھر ادھر بیٹھ گئے اور ابوبکر صدیقؓ وعظ کہنے کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ وہ (ابوبکر صدیقؓ) سب سے پہلے واعظ ہیں جنہوں نے لوگوں کو خدائے قدوس اور رحمت عالم کی طرف لوگوں کو بلایا۔

مسواک کے فضائل اور سنتیں

محمد نورانی ماریشس

مسواک کے فضائل

پیارے بچو!

۱۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ نماز جو مسواک کے ساتھ پڑھی جائے اس نماز کے مقابلہ میں جو بغیر مسواک کے پڑھی جائے ستر گنا فضیلت رکھتی ہے (۲) مسواک کرنے والے کو موت کے وقت کلمہ پڑھنا نصیب ہوتا ہے (۳) مسواک سے دانتوں کی صفائی ہوتی ہے اور کئی بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے۔

مسواک کی سنتیں

۱۔ وضو کرتے وقت مسواک کرنا سنت ہے (۲) سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا سنت ہے (۳) مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی اور انگلی سے زیادہ موٹی نہ ہو (۴) مسواک موجود نہ ہو تو انگشت شہادت دانتوں پر پھیر لینے سے مسواک کا ثواب مل جاتا ہے۔ ۵۔ کم از کم تین بار مسواک کرنا چاہیے اور ہر مرتبہ پانی میں بھگو لینا چاہیے ۶۔ مسواک پکڑتے وقت انگوٹھا مسواک کے نیچے، چھوٹی انگلیاں بھی نیچے چھوٹی انگلی بھی نیچے اور باقی انگلیاں اوپر ہونی چاہییں۔

جانشین سید الکونینؐ کا یہ وعظ کہنا تھا کہ مشرکوں نے ان پر اور دوسرے صحابہ کرام پر یلغار کر دی اور ان کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ کعبہ کے اندر جس قدر صحابہؓ تھے ان سب کو بہت مارا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو تو بہت ہی مارا یہاں تک کہ ان مشرکوں نے ان کو پیروں تلے روندا اور بہت سخت اور بری طرح مارتے گئے اور اسی حالت میں تھے کہ مشرکوں میں سے عتبہ بن ربیع جیسا خبیث شخص ان تک پہنچ گیا اور دو سلی ہوئی جوتیوں سے ان (ابوبکر صدیقؓ) کو مارنا شروع کیا اور ان کے چہرہ مبارک کو مارتے مارتے پھٹنے کے قریب تک پہنچا دیا اور چہرے پر اس قدر ورم آگیا کہ ناک اور منہ معلوم نہ ہوتا تھا۔ اتنے میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے قبیلے بنو تمیم کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور انھوں نے مشرکوں کو ابوبکرؓ کے پاس سے ہٹایا اور ان کو کپڑے میں لاد کر ان کے گھر لے گئے اور ان سب کو (قبیلے والوں) یقین تھا کہ ابوبکرؓ اب زندہ نہ بچ سکیں گے چنانچہ پھر وہ لوٹ کر کعبہ میں واپس آئے اور کہنے لگے "اللہ کی قسم! اگر ابوبکرؓ مر گئے تو ہم ضرور بالضرور عتبہ کو مار ڈالیں گے، اس کے بعد یہ لوگ پھر ابوبکرؓ کے پاس واپس چلے آئے۔

ابو قحافہ یعنی سیدنا صدیق اکبرؓ کے والد ماجد اور قبیلہ تمیم کے لوگ برابر ان کو (ابوبکر صدیقؓ) پکارتے رہے مگر وہ جواب نہ دے سکتے تھے کیونکہ زخموں سے چور تھے بالآخر شام کے وقت جواب دیا کہ ما فعل رسول اللہؐ یعنی رسول اللہؐ کیسے ہیں؟

بنو تمیم نے سن کر ان پر ملامت کی اور طعنے دیئے کہ تم نے دیکھا اپنے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے اپنی جان و آبرو سب کچھ تباہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ سب لوگ اپنے گھروں کو اٹھ کر چلے گئے اور ان سے یعنی والدہ سیدنا صدیق اکبرؓ سے کہہ گئے کہ دیکھو ان کو کچھ نہ کچھ کھلا پلا ضرور دینا۔ چنانچہ ان کی والدہ ان کے پاس گئیں اور انھوں نے بہت اصرار کیا مگر وہ یہی پوچھتے رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ آخر ان کی والدہ ام خیرؓ نے کہا "واللہ مجھے تمہارے صاحب (دوست) کی کوئی خبر نہیں" یہ سن کر قائد امت محمدیہ نے ان سے کہا کہ تم ام جمیلؓ بنت خطاب کے پاس جاؤ اور ان سے رسول اللہؐ کا حال دریافت کرو!

چنانچہ آپؐ کی والدہ ام جمیلؓ کے پاس گئیں اور کہا کہ ابوبکرؓ نے تم سے اپنے صاحب (دوست محمدؐ) کا حال پوچھا ہے؟ ام جمیل نے برائے رازداری صاف انکار کر دیا اور کہا نہیں ابوبکر کو جانتی ہوں اور نہ محمد بن عبداللہ کو، ہاں اگر تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے کے پاس چل سکتی ہوں۔ ام خیر نے کہا۔ اچھا چلو، چنانچہ ام جمیلؓ ان کے ہمراہ گئیں اور دیکھا کہ ابوبکرؓ زخموں سے نڈھال پڑے ہیں اور حالت بڑی خراب ہے۔ ام جمیلؓ ان کے قریب گئیں اور بآواز بلند کہا کہ "جن لوگوں نے تمہارے ساتھ سب کچھ کیا ہے وہ بڑے ہی نابکار ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا انتقام ان سے ضرور لے گا۔" خلافت راشدہ کے تاجدار اول سیدنا صدیق اکبرؓ نے آنکھیں کھولیں اور کہا پہلے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ کیسے ہیں؟ ام جمیلؓ نے آہستہ سے کہا کہ آپ کی والدہ سن رہی ہیں انھی نہ پوچھو! آپؓ نے جواب دیا کہ میری والدہ سے کچھ اندیشہ نہ کرو، پھر ام جمیلؓ نے کہا بحمداللہ رسول اللہ خیریت سے ہیں، آپ نے پوچھا کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ ام جمیلؓ نے کہا کہ ارقم کے مکان میں تشریف فرما ہیں۔

بعدازاں ام جمیل اور آپ کی والدہ دونوں نے اصرار کیا کہ کچھ کھا پی لیں، لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا کہ میں نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ جب تک رسول اللہؐ کی خدمت میں نہ پہنچ جاؤں گا نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔

ان دونوں نے یہ سن کر مجبوراً توقف کیا، یہاں تک کہ جب رات بہت ہو گئی اور پہروں کی چاپ موقوف ہو گئی اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ سو رہے۔ پھر ام جمیلؓ اور ان کی والدہ دونوں ان کو لے کر چلیں۔ حضرت ابوبکرؓ ان دونوں کا سہارا لئے ہوئے چل رہے تھے یہاں تک کہ ان دونوں نے ان کو خاتم الانبیاءؐ کی خدمت میں پہنچا دیا۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ پہنچتے ہی آپؐ پر جھک گئے اور جبین مبارک کو بوسہ دیا اور تمام صحابہؓ ابوبکرؓ پر جھک پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی یہ حالت دیکھ کر بڑی رقت طاری ہوئی۔ سیدنا ابوبکرؓ نے فرمایا: "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اس خبیث (عقبہ) نے جو میرے منہ پر مارا تھا اب آپ کو دیکھ کر اس کا کچھ اثر بھی مجھے محسوس نہیں ہوتا۔"

ایک ماہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آستانہ میں رہے اور جس دن سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو مارا پیٹا گیا اسی دن سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے۔

قرآن کریم میں خداوند قدوس نے جانشین رسولؐ کے فضل و شرف کا ذکر فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ ایک سو اکاسی آیات قرآنیہ سے آپؓ کی افضلیت کا ڈنکا بجایا گیا ہے خداوند تعالیٰ نے اپنی رضامندی کا اظہار بھی فرمایا ہے چنانچہ حمید ابن انسؓ کی روایت ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیلؑ آنحضرتؐ کے پاس خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر آئے اور کہا۔ "اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ عتیق ابن قحافہ (ابوبکرؓ) سے کہہ دیجئے کہ میں ان سے راضی ہوں۔"

باقی صفحہ ۲۶ پر

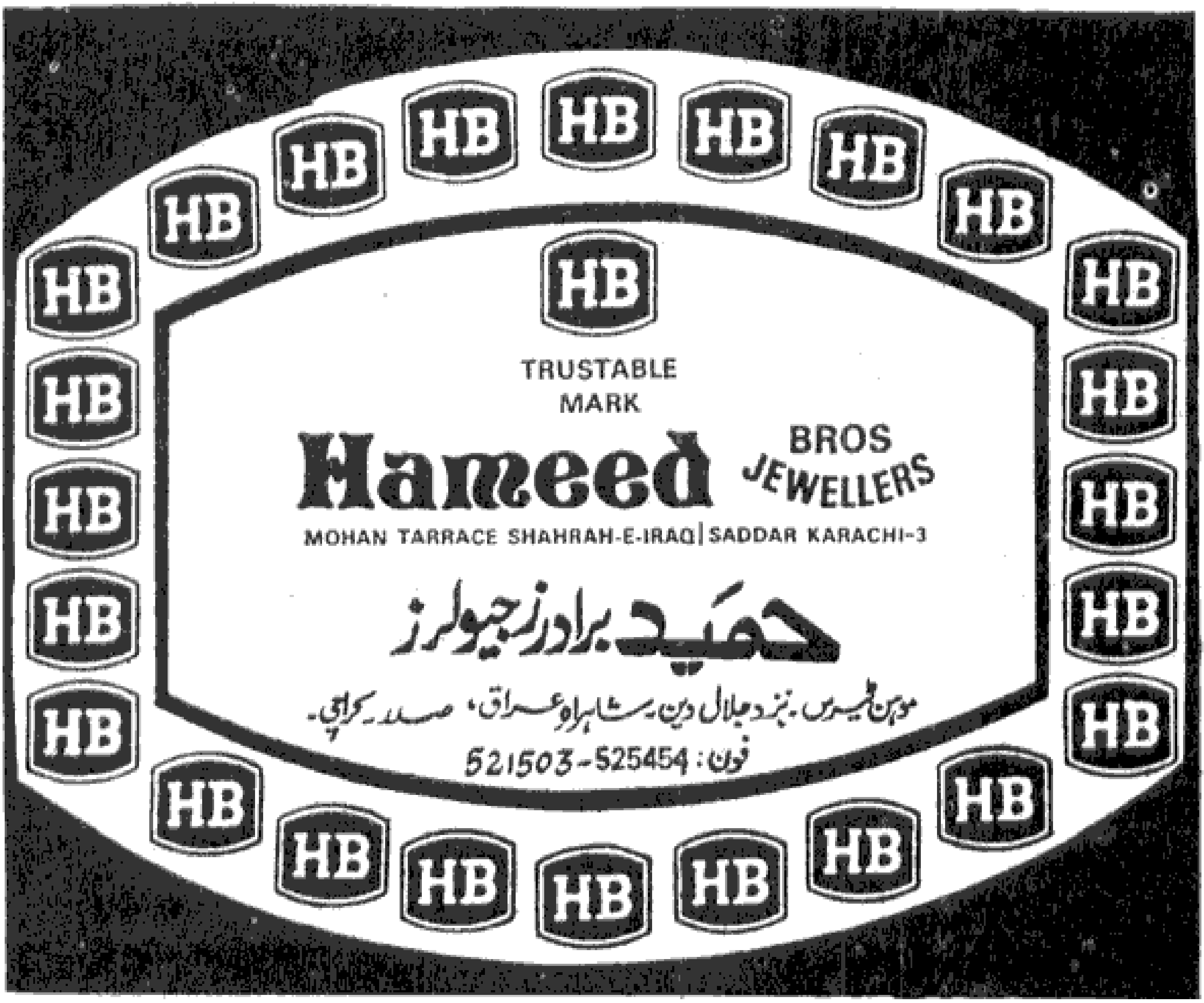

خیر و ابقیٰ

آخرت دنیا سے بہتر اور دائمی ہے

تحریر: محمد طلال قریشی

خالق کائنات نے اپنے کلام مقدس میں آخرت کو دنیا کے مقابلہ میں بہتر اور دائمی قرار دیا ہے اور اس پر اتنا زور دیا ہے کہ اگر یوں بھی کہہ لیا جائے کہ تمام انبیاء کی بعثت اور رسالت کا مقصد یہی ایک نقطہ تھا تو حقیقت سے کچھ دور نہ ہوگا۔

ایک صحابیؓ نے ہادی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ حضورؐ مجھے وہ بات بتلائیں جو مشترکہ اور انفرادی طور پر سب نبیوں کو کہی گئی ہو اور سب آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں موجود ہو، تو معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات دہرائی کہ آخرت دنیا سے بہتر اور دائمی ہے اور حوالۂ قرآن سے بتایا کہ یہ بات حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی پائی جاتی ہے اور اس سے پہلے پیغامات خداوندی میں بھی وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى ۝ إِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولٰى ۝ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسٰى ۝ (سورۃ الاعلیٰ)

آخرت پر یقین ہمارے ایمان کا لازم جزو ہے لیکن آئیے پہلے اس دنیا پر ایک نظر جس میں ہم ہیں اور ہمارے آباؤ اجداد تھے۔ .... اس دنیا میں مفلس و نادار تو کیا حکمرانوں کا یہ حال رہا ہے کہ سکندر اعظم جس نے پوری دنیا کو فتح کرنے کے لئے میں لاکھوں انسانوں کا خون بہایا، ارض خاک کے جس ٹکڑے سے گزرتا خون کی ندیاں بہاتا، عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بناتا چلا جاتا، مظلوموں کی آہ و پکار اس کے دل پر اتنا بھی اثر نہ کرتی کہ وہ پلٹ کر اجڑے ہوئے خاندانوں کو ایک نظر بھی دیکھ لیتا، لیکن جب فرشتہ اجل عین شباب میں اس کے سر پر سوار ہوا، اور اس دنیا کی بے ثباتی اسے نظر آئی تو پکار اٹھا "افسوس مجھے ایک معمولی انسان کا بھی سکون نہ ملا بہتر ہوتا کہ میں دنیا کو فتح نہ کرسکتا، ورنہ غیر مفتوحہ علاقے بھی میرے ظلم کا شکار بنتے اور میرے گناہوں میں اضافہ ہوتا چلا جاتا۔"

نپولین نے بستر مرگ پر کہا تھا کہ "اگر کسی کی زندگی کا مقصد حکومت حاصل کرنا ہے تو میں اسے عبرت دلاتا ہوں کہ اس کا انجام بہت برا ہے۔ محبت اور حکومت کے حصول کا نشہ تاسف پر ہی ختم ہوتا ہے۔ میرے نزدیک دنیا مایوس ہے۔"

والی اندلس سلطان عبدالرحمٰن سوم جو نصف صدی تک تاجدار اندلس رہا اور جس کی جاہ و حشمت کے سامنے افریقہ اور یورپ کے حکمران ہیچ نظر آتے تھے اپنی زندگی کا خلاصہ یوں پیش کرتا ہے۔ "......... وہ پچاس سالہ حکومت میں میں نے دولت عزت اور شہرت کا عروج دیکھا لیکن ان پچاس سالوں میں صرف چودہ سکون کی راتیں سو سکا، اور ان چودہ راتوں میں بھی کچھ نہ کچھ خلش ضرور محسوس کی۔"

ہارون الرشید جس کے سامنے یورپ کے بادشاہوں کی حیثیت اس کے ادنیٰ درباریوں سے زیادہ نہ تھی۔ بستر علالت پر ہی اپنی قبر کھدوانے کا حکم دیتا ہے اور افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ .... "میں نے ساری زندگی غم غلط کرنے کی کوشش میں گزاری۔ جو کوشش بذات خود بہت بڑی غلطی تھی۔ مجھے زندگی کا ایک دن بھی یاد نہیں جو میں نے بے فکری میں گزارا ہو۔"

مامون الرشید بوقت مرگ پکار کر کہہ رہا تھا۔ "لوگو! میری صحت کی نہیں میری مغفرت کی دعا کرو۔" اور خود کو کہہ رہا تھا "اے وہ جس کی بادشاہت کو زوال نہیں اس پر رحم فرما جس کی بادشاہت اور زندگی ختم ہو رہی ہے زندگی تیری نافرمانی میں گزری لیکن تو رحیم کریم ہے میری لغزشیں معاف فرما۔" اس کے ساتھ ہی اسے موت نے اپنی آغوش میں لے لیا۔

خلیفہ عبدالملک نے مرض الموت کے ایام میں فرمایا۔ "میں نے زندگی بھر خوشی کو تلاش کیا لیکن حکومت کے اعلیٰ منصب نے بھی مجھے خوشی کے بجائے دکھ اور افسوس دیا۔ دنیا میں جتنی محنت اور کوشش کی اس پر نادم ہوں اور ناکام و نامراد دنیا سے جا رہا ہوں لوگو میرے حال سے عبرت حاصل کرو۔"

خلیفہ واثق باللہ بوقت مرگ کچھ عربی اشعار پڑھ رہا تھا جن کا ترجمہ یوں ہے "موت میں ہر کوئی برابر کا شریک ہے نہ عوام بچیں گے نہ بادشاہ۔ غریبوں کی غریبی قبر میں ان کو کوئی نقصان نہ دے گی اور امیروں کی امیری ان کو کوئی فائدہ نہ دے سکے گی۔" اسی حالت میں زمین پر لیٹ گیا اور تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

تاریخ عالم کے اوراق ایسے ان گنت واقعات سے لبریز ہیں جن سے دنیا کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ یہ تاسف اور ندامت ماضی کا ہی سرمایہ روایات نہیں بلکہ دور حاضر میں یہ حقیقت اور بھی تلخ ہو کر سامنے آ رہی ہے۔ آج بھی ہمیں اس دکھ کی آہ و پکار ہر اس شخص میں مل رہی ہے جس کی عمر کی شام قریب ہو اس کا کوئی دوست نہیں رہا۔ رشتہ دار اہمیت نہیں دیتے اپنی اولاد اور بیوی پر کوئی اختیار نہیں۔ اس کی جائیداد کی تقسیم خود اس کے سامنے ہو رہی ہے۔ اس کی کیا مجال کہ اس میں مداخلت کرے۔ اس کے عروج کے زمانہ میں اسے عقل میں ارسطو کا ثانی مانا جاتا تھا اس کے حسن و جمال کو حسن یوسف سے تشبیہ دی جاتی تھی۔ اس کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کیا جاتا تھا لیکن عمر کے آخری حصہ میں نہ اسے گھر میں اہمیت نہ باہر شنوائی۔

آج کا انسان جس کی بہت سی عمر بیت چکی ہے پہلے انسان سے کہیں زیادہ پریشان و مغموم ہے اس کی وجہ دنیا کی بے وفائی ہی نہیں بلکہ خود اس کی اپنے آپ سے بے وفائی بھی ہے وہ جو کچھ کرتا رہا غیر اللہ کے لئے کرتا رہا اب اس کے سامنے اس کی وہ جائیدادیں ہیں جن کو اس نے مختلف جائز اور ناجائز ذرائع سے حاصل کیا ہے

باقی صفحہ ۲۵ پر

عالمی ادبی معلومات

از: محمد عبداللہ فتح پور سیکری

۱۔ اردو زبان میں سب سے پہلے حضور علیہ السلام کی سیرت پر بے نقط کتاب کس نے لکھی؟
۲۔ ابن خلدون کا اصل نام کیا ہے؟ ۳۔ صحاح ستہ سے کیا مراد لی جاتی ہے؟ ۴۔ شاعر رسولؐ کن ممتاز صحابی کو کہا جاتا ہے؟ ۵۔ شاعر انصار کن صحابی کو کہا جاتا تھا؟
۶۔ شیخ سعدیؒ کی کتاب گلستان کس سن میں لکھی؟ ۷۔ فارسی غزل کا امام کسے کہا جاتا ہے؟ ۸۔ شیخ سعدیؒ کی کتاب "کریما" کا سرائیکی میں منظوم ترجمہ کس نے کیا اور یہ کب شائع ہوئی؟
۹۔ گلستان اور بوستان شیخ سعدیؒ کی حکایتوں کے مجموعے ہیں ایک نظم میں ایک نثر میں۔ نثر میں کون سی کتاب ہے؟ ۱۰۔ عربی زبان میں اونٹ کے لئے اندازاً کتنے الفاظ استعمال ہوتے ہیں؟ ۱۱۔ جب کسی لفظ کے اصل معنی کے بجائے مجازی معنی استعمال کئے جائیں تو اصطلاح میں اسے کیا کہتے ہیں؟
۱۲۔ تحریک پاکستان کے دوران شاعر نے قوم کو ایک نعرہ دیا جو بعد عوام میں مقبول ہوا اور آج بھی سنائی دیتا ہے؟ ۱۳۔ کون سا ترانہ قومی ترانہ پاکستان کا ترانہ کس ممتاز شاعر نے لکھا ہے
۱۴۔ آغا شورش کاشمیری نے لاہور سے ہفت روزہ چٹان کب جاری کیا؟ ۱۵۔ شورش کاشمیری کا اصل نام کیا تھا؟
۱۶۔ حضرت عمرؓ نے کس شاعر کو اسد الشعراء کا خطاب سے نوازا؟ ۱۷۔ اکبر الہ آبادی کس لقب سے مشہور تھے؟ ۱۸۔ قنادری صنفہ کا دوسرا نام کیا ہے؟ ۱۹۔ صندی زبان کے کل حروف تہجی کتنے ہیں؟ ۲۰۔ "امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ دل و دماغ کی گرد جھاڑ دیتے ہیں" یہ الفاظ کس نے کہے تھے؟
۲۱۔ امیر شریعتؒ شاعری میں کون سا تخلص کرتے تھے؟ ۲۲۔ امیر شریعت کے مجموعہ کلام کا نام بتائیے؟ ۲۳۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فارسی میں ایک مثنوی لکھی اس کا نام کیا ہے؟ ۲۴۔ عہد جاہلیت کا شاہ گم کردہ راہ کس شاعر کو کہا جاتا ہے؟ ۲۵۔ اردو غزل میں محبوب کی کمر کو کس جانور سے تشبیہ دی جاتی ہے؟ ۲۶۔ سندھی زبان کس رسم الخط میں لکھی جاتی ہے؟ ۲۷۔ مولانا شبلی نعمانیؒ کے والد کس پیشہ سے منسلک تھے؟ ۲۸۔ شبلی نعمانیؒ کو تمغہ مجیدی کس سلطان نے عطا کیا؟ ۲۹۔ شبلی نعمانیؒ نے بستر مرگ پر کس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا تھا۔ سیرت، سیرت؟
۳۰۔ آغا شاعر دہلوی کا سب سے بڑا کارنامہ کون سا ہے؟
۳۱۔ نعتیہ مجموعے ورفعنا لک ذکرک کے خالق کا نام بتائیے؟
۳۲۔ امام غزالیؒ نے کیمیائے سعادت کن دو زبانوں میں لکھی
۳۳۔ حجۃ اللہ البالغہ کس کی تصنیف ہے؟ ۳۴۔ امام غزالیؒ نے کہا تہافۃ الفلاسفہ اور مقاصد الفلاسفہ کس فلسفہ کے رد میں لکھیں؟
۳۵۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے اسیری کی حالت میں قرآن مجید کے ترجمے اور تفسیر کے کام کی ابتداء کس قلعہ میں کی؟ ۳۶۔ کتاب التشریح علم فقہ کی ایک مستند کتاب ہے اس کے مصنف کون ہیں؟ ۳۷۔ غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب کے مصنف کون بتائیے؟ ۳۸۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ابن الاثیرؒ کی مشہور تصنیف ہے اس میں کتنے صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی ہیں؟ ۳۹۔ یہ شعر علامہ اقبال کی کس کتاب سے لیا گیا ہے۔

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

۴۰۔ یہ شعر کس کا ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

۴۱۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علما شریک مولانا کفایت علی کافی کو جب گیا پھانسی کی سزا کے لیے جا رہا جب وہ تختہ دار کی طرف جا رہے تھے تو کیا شعر پڑھا؟ (جزاکم اللہ والسلام واللہ اعلم بحقیقۃ الکلام)

بقیہ جوابات صفحہ پر دیکھیے

بچوں کا کالم

تعارف

واہ رے بانکی چال تیرے کیا کہنے

تحریر: اشتیاق احمد

قسط نمبر: ۱۲۰

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر تشریف لے جائیں گے۔
(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن اور حدیث پر عمل کریں گے
(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہر قسم کی برکتیں نازل ہوں گی۔
(۴) ایک انار اس قدر بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا۔
(۵) کوئی زہریلا جانور کسی کو نہیں کاٹے گا۔
(۶) مسلمانوں کا ایک لشکر ہندوستان پر چڑھائی کرے گا۔ اور اس کے بادشاہوں کو قید کرے گا۔
(۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام وصیت فرمائیں گے کہ ان کے بعد ایک شخص مقعد کو خلیفہ بنایا جائے۔ چنانچہ مقعد کو خلیفہ بنایا جائے گا۔
(۸) وفات کے بعد آپ کو روضۂ انور میں دفن کیا جائے گا۔
(۹) پھر مقعد کا انتقال ہو جائے گا اور قرآن لوگوں کے سینوں سے اٹھا لیا جائے گا۔

یاد رفتگاں

موت العالِم موت العالَم (الحدیث)

حضرت مولانا مفتی نیاز محمد ختنی ترکستانی رحمۃ اللہ علیہ

حق تعالیٰ شانہٗ نے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری کتاب اور دین و شریعت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور قیامت تک اس کی کامل و مکمل حفاظت کا عہد فرمایا۔ اس عہد الٰہی کی تکمیل کے لیے ہر دور میں ایسے مردان کار پیدا کیے جنہوں نے دین قیم کی حفاظت و پاسبانی کے لیے اپنی زندگیاں وقف کئے رکھیں۔ چنانچہ ہر دور اور ہر زمانے میں حکمت و خشیت الٰہی اور سینہ بسینہ و عبقری شخصیتیں معرض وجود میں لائی رہیں جن کی گرمیٔ نفس کے فیضان سے امت میں حرارت ایمان قائم رہی۔ اور جن کی تگ و تاز اور درس و عمل سے گلشنِ نبوی صدا بہار رہا اور انشاء اللہ تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

آج سے کوئی نصف صدی پہلے جب عنایت خداوندی بہاولنگر کے ریگستان کی طرف متوجہ ہوئی تو ایک قدسی اور باخدا ہستی مہاجر فی سبیل اللہ قطب وقت جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نیاز محمد ختنی ترکستانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔

حضرت مفتی کا اصلی وطن محلہ شورباغ شہر ختن شرقی ترکستان تھا جو آج کل جمہوریہ چین کے سنکیانگ میں واقع ہے۔ حضرت مفتی صاحب نسلاً ترک تھے اور ترک قوم کے بہادر اور جنگجو قبیلہ اویغور سے تعلق رکھتے تھے آپ کا خاندان اہل علم کا خاندان تھا اور معاش کا بڑا ذریعہ زراعت تھی۔ خود حضرت مفتی صاحب کے والد ماجد مولانا ثابت علی صاحب کی ۱۳۔ مربعے زمین تھی اور شہر ختن میں ایک مدرسہ کی خود کفالت کرتے تھے حضرت مفتی صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی اور ایسے علماء سے تحصیل علم کیا جن کی علمی دھاک سمرقند و بخارا تک تھی۔ آخر میں حافظ الحدیث حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے ایک مایہ ناز شاگرد سے شرف تلمذ حاصل کیا جو ختن کے نواح میں ایک مدرسہ میں مدرس تھے۔ ان کے علم سے بہت متاثر ہوئے۔ حضرت استاذ دوران درس حضرت انور شاہؒ کا بہت تذکرہ فرماتے تھے چنانچہ جب کیمونسٹوں سے جہاد میں شہید ہو گئے تو حضرت مفتی صاحب کو استاذ الاساتذہ سے استفادہ کا شوق دامن گیر ہوا۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں وطن عزیز کو خیرباد کہہ کر ہجرت فرمائی اور کوہ ہمالیہ کے دشوار گزار پرخطر راستوں سے اپنے چند رفقاء کے ہمراہ پیدل دو ماہ سفر طے کرتے ہوئے ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند پہنچے۔ یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ استاذ الاساتذہ حضرت انور شاہ کشمیریؒ انتقال فرما گئے ہیں۔ بڑا شدید صدمہ ہوا۔ اور وطن واپس جانے کا ارادہ کیا لیکن مفتی حضرت محمد شفیع صاحب کے فرمانے پر کہ حضرت شاہ صاحب کے جو حضرات موجود ہیں ان سے تحصیل علم کریں۔ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ اور گیارہ سال تک جانفشانی، محنت اور مجاہدہ کے ساتھ تمام علوم وفنون حاصل فرمائے اور ان میں کمال پیدا کیا۔ چاندنی راتوں میں دارالعلوم کے دارالتفسیر کی چھت پر صبح تک مطالعہ فرماتے اور ان راتوں کی آمد پر بہت خوش ہوتے اس لیے کہ ساری رات تیل کے چراغ جلانے کی استطاعت نہ تھی۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، عربی ادب، فارسی ادب، منطق، فلسفہ، ریاضی، ہیئت اور طب میں دسترس حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی، مفسر قرآن علامہ شبیر احمد عثمانی، شیخ الادب مولانا اعزاز علی خان، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع، ترجمان علامہ کشمیری مولانا سید بدر عالم میرٹھی، محقق بے بدل مولانا ادریس کاندھلوی، شیخ المعقولات مولانا شمس الحق افغانی، امیر مالٹا مولانا عزیر گل، فصیح اللسان قاری محمد طیب شیخ المنطق والفلسفہ مولانا محمد ابراہیم بلیاوی، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہم جیسے اکابرین شامل ہیں۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے۔ اور نہ ہی کبھی اس کی کوشش فرمائی صرف دستخط کیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ ان کا اپنے وطن کا ذوق اور ماحول تھا۔ جہاں علماء طلباء و حفاظ پر انحصار

(۱۰) مقتدی کی وفات کے بعد قیامت بالکل نزدیک ہوگی۔ مرزا کو یہ نصیب نہیں ہوا۔

مرزا نے قرآن اور احادیث میں تحریف کی۔

احادیث کو تو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا کرتا تھا۔

(نعوذ باللہ)

مرزا کی زندگی میں آفات نازل ہوئیں۔

ایسی کوئی بات مرزا کی زندگی میں نہیں ہوئی۔

مرزا تو خود زہریلا تھا۔ اس نے نہ جانے کتنوں کو کاٹا۔

مرزا تو جہاد کو مٹانے کے لئے آیا تھا۔

مرزا کے کسی خلیفہ کا نام مقتدی نہیں ہے۔

مرزا قادیان میں دفن ہے۔

مرزا کی زندگی میں ہزارہا حافظ قرآن تھے اور آج بھی موجود ہیں۔ جب کہ مرزا کو مرے قریباً ۸۲ سال گذر گئے۔

مرزا کی موت کو ۸۲ سال گذر گئے ہیں اور ابھی قیامت کی بالکل قریبی نشانیاں ظاہر نہیں ہوئیں۔

کرتے تھے چنانچہ حضرت مفتی صاحب کا حافظہ بے مثل تھا۔ اور بعض کتابوں کے عربی متن تک زبانی یاد تھے ساٹھ ستر سال پہلے کے بڑے اساتذہ کے اقوال بے من و عن نقل فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ قوت حافظہ آخر تک برقرار رہی اور اس پر بڑا شکر فرمایا کرتے تھے جب حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی فاضل دیوبند بہاولنگر تشریف لائے تو ان کے ارشاد پر حضرت مولانا مفتی نیاز محمد ختنی دیوبند سے ۱۹۴۴ء میں بہاولنگر آگئے۔ اور ان باخدا ہستیوں کے ہاتھوں مدرسہ جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر کی تاسیس عمل میں آئی۔

کچھ ہی عرصہ بعد حضرت میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ پر جذبہ دیار حبیب غالب آیا اور انہوں نے اس آستانہ عالیہ پر مر مٹنے کے لیے ہجرت مدینہ کی نیت سے رخت سفر باندھ لیا۔ اور اپنے ہاتھوں سے لگائے ہوئے اس چمن (جامع العلوم عیدگاہ) کی چمن بندی و باغبانی اپنے رفیق حضرت اقدس مولانا مفتی نیاز محمد ختنیؒ کے سپرد فرما گئے۔ اس درویش خدا مست نے خون جگر سے اس گلشن کی آبیاری کی۔ تنگی و عسرت، فقر و فاقہ اور کسمپرسی کی کئی صعوبتیں جھیلیں، نامساعد حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ جہد مسلسل اور سرمایہ توکل اللہ کے ذریعہ اس مدرسہ کو اس قدر ترقی دی کہ آج وہ ایک عظیم الشان دانش گاہ ہے۔

حاجی اشتیاق احمد مرحوم بیکری والے جب حج پر گئے تو مدینہ منورہ میں مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ سے ملاقات کی۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ میں اہل بہاولنگر کو ایک اللہ کا ولی اور متقی دے کر آیا ہوں۔

حضرت مفتی صاحب توکل رضا، علم و بردباری اور عجز و انکساری کا پیکر تھے۔ علم و عمل، تصلب فی الدین اور استقامت کا پہاڑ تھے۔ صائب رائے، دور اندیشی فراست و بصیرت تربیت و اصلاح اور مہمان نوازی اور قوت فیصلہ میں یکتا تھے۔ سیاست سے اگرچہ کنارہ کش رہتے تھے۔ لیکن ملکی سیاست پر نظر رکھتے تھے اور کبھی کبھی بڑا وقیع تبصرہ فرماتے تھے۔ ان کا رابطہ شعبہ ہائے زندگی کے ہر طبقہ سے تھا۔ اور ہر مکتبہ فکر کے افراد ان سے منسلک ہوتے تھے۔ اکثر تنازعات میں صلح اور اصلاح ذات البین کا سہرا آپ کے سر ہوتا تھا۔ جدید تعلیم کے مخالف نہ تھے۔ لیکن علوم دینیہ کے ساتھ اس کی ہم آہنگی کے خواہاں تھے۔ اس غرض کے لیے مدرسہ کے متصل ایک پرائیویٹ پرائمری اسکول کی بنیاد رکھی جہاں بڑی معیاری تعلیم دی جاتی۔ بعد میں یہ اسکول سرکاری تحویل میں آگیا۔ بہاولنگر کے تعلیم یافتہ طبقہ کی اکثریت اس اسکول کی استفادہ کردہ ہے۔ حضرت مفتی صاحب اگرچہ عجز و انکساری کے پیکر تھے لیکن مسائل دینیہ میں کسی غلط بات کو برداشت نہ کرتے تھے۔ اور کسی بڑے آدمی کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔ بہاولنگر کے بزرگ لوگوں کو عید الفطر کا واقعہ اچھی طرح یاد ہوگا جب صدر ایوب مرحوم کے مارشل لاء کے زمانہ میں سرکاری طور پر عید الفطر کے چاند کا اعلان ہوا۔ لیکن حضرت مفتی صاحب کے نزدیک شرعی شہادت سے چاند کا ثبوت نہ تھا۔ تو مفتی صاحب عید پڑھانے سے انکار کر دیا اور اگلے دن روزہ رکھنے کا اعلان کیا۔ جس پر مارشل لاء ایڈمنسٹریشن سیخ پا ہوئی اور مفتی صاحب پر بہت دباؤ ڈالا گیا لیکن آپ نے صاف انکار کر دیا چنانچہ سرکاری طور پر عید کا اہتمام ہوا جس میں صرف سرکاری افسران نے شرکت کی اور عام مسلمانوں نے مفتی صاحب کا ساتھ دیا۔ پھر مفتی صاحب نے اگلے دن بڑے شور و زور سے عید پڑھائی اور حضرت مفتی صاحب کی استقامت نے علماء کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ آپ کی شخصیت شیخ سعدیؒ کے اس جملہ کے مصداق تھی۔ با دوستاں مروت با دشمناں مدارات۔ چنانچہ آپ ضلع بھر میں غیر متنازع شخصیت تھے۔

حضرت مفتی صاحب کا اوڑھنا بچھونا علوم دینیہ کی ترویج و تبلیغ تھا۔ چنانچہ ان کا سارا وقت مطالعہ، تدریس اور عوام الناس کو مسائل بتلانے میں گزرتا تھا۔ پچاس سال تک قرآن و حدیث کی بے لوث خدمت کی آخری عمر میں بھی روزانہ چار گھنٹے دینی کتب کا مطالعہ فرماتے اور دس سپارے تلاوت فرماتے۔ ہر تیسرے دن قرآن مجید ختم فرماتے۔ بڑے شب بیدار تھے۔ فجر سے کافی دیر پہلے بیدار ہوتے اور تہجد پڑھ کر ایک ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ کا ورد فرماتے۔ ان کی زندگی کے ہر پہلو بڑے وسیع ہیں۔ جنہیں چند سطور میں بند نہیں کیا جا سکتا۔

تیرے بندے بھی گئے تیرے چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں، صبح کے نالے بھی گئے

اتوار کے روز صبح حضرت مفتی صاحبؒ کو سانس کی تکلیف ہوئی جو بعد میں بہتر ہو گئی۔ اس کے بعد ڈیڑھ بجے دوپہر دوبارہ شدید ترین سانس کی رکاوٹ کی تکلیف ہوئی جو ایک دورے کی شکل اختیار کر گئی۔ اور بے ہوشی طاری ہو گئی فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا جہاں فوری طبی امداد بہم پہنچائی گئی۔ اور ڈاکٹرز حضرات نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے توجہ دی۔ اس قدر کوشش کے باوجود حضرت والا صاحبؒ تقریباً چار گھنٹے کے بعد ہوش میں آئے پھر آہستہ آہستہ ہوش و حواس مکمل طور پر اپنے معمول پر آگئے۔ اور مختلف امور پر گفتگو فرمانے لگے۔ بہر حال ڈاکٹروں نے مفتی صاحبؒ کو ہسپتال میں داخل رہنے کا مشورہ دیا۔ اور سائیڈ روم میں انتظام کر دیا گیا۔ ہسپتال کے پورے عملے نے نہایت تندہی و خلوص سے خدمت کا حق ادا کیا حضرت مولانا کے برخوردار ڈاکٹر جمیل اختر تو چوبیس گھنٹے موجود رہتے۔ جونہی کسی قسم کی تکلیف کا عارضہ لاحق ہوتا وہ فوری طبی امداد سے قابو پانے کی کوشش کرتے اور رب کریم اپنے فضل و کرم سے افاقہ عطا فرماتے اس جد و جہد میں حضرت مفتی صاحبؒ ایک ہفتہ تک ہسپتال میں رہے۔ اور اس قلیل مدت کے دوران ان پر عجیب و غریب کیفیات کا ظہور ہوتا رہا۔ اور الایمان بین الخوف والرجاء کا صحیح مصداق دکھائی دیتا تھا۔ کبھی ایسی آہ و زاری اور گریہ طاری ہوتا کہ ایمان کی سلامتی اور گناہ کی معافی دربار حق میں پیش کرتے اور دوسرے ہی لمحے رجا و امید کا یہ حال ہوتا کہ جنت کی نعمتوں کا تذکرہ فرماتے۔ اور دیدار الٰہی کے واسطے بے قرار نظر آتے تھے۔ جب گریہ طاری ہوتا تو فرماتے کہ یہ رونا موت کے ڈر سے نہیں ہے بلکہ اللہ کے احسانات کے آنسو ہیں۔ کہ اس پاک ذات نے مجھ ناکارہ کو ہمیشہ عزت و منزلت عطا فرمائی۔ کسی موقع پر بھی ذلیل و خوار نہیں کیا۔ مجھ بے زبان سے جسے اس علاقے کی زبان بھی نہیں آتی تھی اور دو تلفظ کے سوائے کچھ کہنا نہیں آتا تھا۔ مگر حق تعالیٰ نے

اپنے دین کا ایک عظیم کام لے لیا۔ اس ذات عالی کے فضل و کرم سے اور خزانۂ غیب کی عنایت تھی ورنہ ٹھنڈے ترین علاقے کا بسنے والا یہ مسافر گرم ترین ریگستانی خطے پر کیسے آباد ہو سکتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی عنایات و توجہات نے ثابت کر دکھایا کہ ان کے ہاں دربار میں قابلیت پر ہی نہیں بلکہ قبولیت پر فیصلے ہوتے ہیں۔ اور پھر حضرت مفتی صاحبؒ کی شخصیت تو دونوں کی جامع تھی۔ علم کا یہ خزانہ جس موضوع پر لب کشائی کرتا تھا، تو تقریر ایسی شستہ اور مدلل ہوتی تھی کہ اہل مجلس متحیر ہو جاتے۔ اور حضرت مفتی صاحبؒ کی علمیت کا اعتراف کر کے اٹھتے تھے۔ اس علالت کے دوران بہت مفصل وصیتیں فرمائیں۔ اپنے اور پرائے کا ہر ایک کا نام لے لے کر نصائح فرماتے رہتے۔ ان کے تو سب اپنے تھے ان کی رحلت نے نہ صرف مدرسہ بلکہ پورے شہر والوں کو یتیمی کا داغ دے دیا کیونکہ روحانیت کا یہ چراغ ہر گھر کو روشن کیے ہوئے تھا۔ اس کے گل ہونے کے بعد اس کے وجود کا احساس ہونے لگا۔ اولاد کو اتفاق و اتحاد، محبت و خلوص سے رہنے کی تلقین فرماتے رہے۔ اور بڑے زور سے فرماتے کہ دین کو لازم پکڑو۔ ساری کامیابیاں اس کے اندر پوشیدہ ہیں۔ دنیا کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس سے دل نہ لگاؤ۔ اپنے اصل مکان مستقر کی فکر کرو اور اللہ رب رحیم کی طرف سے جب بھی بلاوا آئے فوراً بندگی کا حق ادا کرتے ہوئے لبیک کہو۔ کوئی حیل و حجت مت کرو۔ آہ! آنکھوں والوں نے دیکھا اور خوب دیکھا کہ حضرت مفتی صاحبؒ کی کیفیت ملاقات حق کے شوق میں ایسی ہو رہی تھی گویا ایک بے قرار مچھلی پانی میں غوطہ لگا کر سکون لینا چاہتی ہے۔ اور زبان نبوت سے جاری ہونے والے الفاظ من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ کی جیتی جاگتی تصویر دکھائی دے رہی تھی۔ اور شوق الٰہی کا یہ منظر دیکھنے والی آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ اور سننے والے کان نے کبھی سنا نہیں ہوگا کہ جونہی اتوار کا دن آیا تو پوچھا کہ آج کیا دن ہے۔ بتایا کہ اتوار ہے۔ تو فرمایا کہ کل دوشنبہ (پیر) ہے۔ میری زندگی کی تمنا ہے کہ اسی روز دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔ جس روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ فرمایا تھا۔ چنانچہ بار بار وقت پوچھتے تھے کہ مغرب کب داخل ہوگی کیونکہ قمری تاریخ کے مطابق مغرب سے اگلا روز شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جونہی غروب قریب آئی تو فرمایا کہ میرا بستر قبلہ رخ کر دو۔ شاید معاملہ دوشنبہ میں معلوم ہوتا ہے۔ چشم بیں کو قبلہ رخ دیکھنے لگے کہ میں آنے والے فرشتوں کو دیکھنا چاہتا ہوں اور عشا تک اسی کیفیت میں ٹکٹکی باندھ کر قبلہ رخ دیکھتے رہے۔ اس دوران حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیثؒ مولانا محمد زکریاؒ و ایڈیٹر اسلامی صفحہ جنگ) موجود رہے۔ اور حضرت مولانا کی شوق ملاقات پر رشک کرتے رہے۔ اور دیدار الٰہی پر ایسی بے تابی و تڑپ مرغ بسمل کی تڑپ کو شرما رہی تھی۔ کہ اچانک ہاتف غیبی حضرت مولاناؒ کے کان میں آواز دی، "ھی حتی مطلع الفجر" پھر یہی حضرت مولاناؒ نے فرمایا کہ معاملہ طلوع فجر کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ سبحان اللہ! آپ نے اس سورۃ مبارکہ کی سنائی دی کہ جس میں نزول ملائکہ کا ذکر ہے اور ادھر حضرت مولانا کی بے قراریاں نزول ملائکہ کا ہی نظارہ دیکھ کر تشنگی کو قرار دینا چاہتی تھیں۔ واہ! کیسی مناسبت عجز و انکسار ہے۔

اس صدائے غیبی کے بعد طلوع فجر کے منتظر دکھائی دینے لگے اور بار بار طلوع فجر کا وقت پوچھتے الحمد للہ کہ فجر طلوع ہوئی اور ساڑھے آٹھ بجے دل میں درد محسوس ہونے لگا اور اسی درد نے شدت اختیار کر لی۔ اور دل کے دورے کی کیفیت بن گئی اور یہی جان لیوا ثابت ہوئی۔ اس سے قبل دو تین مرتبہ دل کا دورہ پڑ چکا تھا جو (ای۔سی۔جی) رپورٹ سے معلوم ہوا۔ چنانچہ ان کی نبض ختم ہو چکی تھی۔ مگر فرشتوں کو دیکھ کر ان کے استقبال کے واسطے اٹھ بیٹھے۔ یہ سب ان کی روحانی قوت تھی جو آخری ملاقات تک ہوش و حواس برقرار رکھے ہوئے تھی۔ حین نزع کے دوران فرمایا کہ عالم آخرت، عالم برزخ نظر آ رہا ہے۔ اللہ اللہ پڑھو۔ ہم نے سورہ یٰسین اور کلمہ طیبہ بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا۔ آہستہ آہستہ علم کا یہ پہاڑ اور عمل کا یہ مینارۂ روشن دنیا سے برزخ کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ اور ہم سب کو روتا دھوتا اور تڑپتا چھوڑ کر اپنی دیرینہ تمنا کو پہنچا۔ حق تعالیٰ نے وقت بھی وہ فرمایا جو محبوب سبحانی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا تھا۔ ایسی عنایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام پر یہ مالک الملک ہی کا ظرف ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں۔

اتوار کے روز اپنے صاحبزادے مفتی منیر احمد اخون صاحب سے فرمایا کہ میرا جنازہ مولانا یوسف لدھیانوی مدظلہ صاحب پڑھائیں تو ان کے صاحبزادے نے عرض کیا کہ وہ تو کل کراچی کے لیے رخصت ہونا چاہتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی طبیعت بحمدہ تعالیٰ ٹھیک ہے اور واقعی اس دن طبیعت بالکل ٹھیک تھی۔ اور ماشاء اللہ چہرۂ مبارک خوب روشن اور تروتازہ دکھائی دے رہا تھا مگر کیا معلوم تھا کہ یہ روشن مینارہ بجھنے سے پہلے خوب آب و تاب کے ساتھ بھڑک جاتا ہے۔ جس سے روحانی نور سے ہزاروں تلامذہ اور متوسلین نے اپنے قلوب منور کیے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے اکابر اساتذہ یکے بعد دیگرے بہاولنگر کے ہاتھوں میں اسعد ولیٹی کا ہاتھ دے گئے کہ ہم تم میں اللہ کا ایک ولی و مقبول بندہ چھوڑے جاتے ہیں اس کی قدردانی کرنا۔ بہرکیف حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنی قلندرانہ شان میں فرمایا کہ انہیں وہ جنازہ پڑھا کر جائیں گے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ ہائے ہائے کیسے اللہ کے پیارے بندے تھے۔ کہ فرش پر بیٹھے ہوئے ان قلندروں کی بات عرش پر خدا پوری کر دیتے ہیں کہ کبھی یہ مخلوق کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔ سبحان اللہ کیسی قیمتی اور نازک ہے ان کی آبرو کہ عرش الٰہی اس کا لاج رکھتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی وصیت کے مطابق جلد تدفین کے انتظامات مکمل کیے جانے لگے۔ اور نہایت قلیل وقت میں ایسی برکت ڈال دی گئی کہ ظہر کی نماز کے بعد تجہیز و تدفین ہوئی۔ عصر کی نماز کے بعد نماز جنازہ

باقی صفحہ ۲۵ پر

اسپین کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ

جس نے عیسائی دنیا میں ہلچل مچادی

ردِّ عیسائیت پر جدید انداز میں ایک دلچسپ سلسلہ

قسط:۹

از: محمد سعید خان دہلوی

عمر لکھمی: آپ فرمایئے مجھے آپ کی ہر بات منظور ہے۔"

لاٹ پادری: (پادریوں کی طرف دیکھ کر) "دیکھو گفتگو اس کو کہتے ہیں کہ ایک ہی لفظ میں فیصلہ ہو جائے (عمر لکھمی سے) اچھا سنو! مسیحی مذہب کا خلاصہ ہے "محبت" دیکھو محبت ایک لفظ ہے جس میں مسیحی مذہب کا خلاصہ آ گیا ہے۔ اب تم کو بھی ایک ہی لفظ میں اسلام کا خلاصہ پیش کر دینا چاہیے۔"

عمر لکھمی: "مجھے اس بات پر فخر ہے کہ اسلام نے بھی اپنی تعلیم کا خلاصہ ایک ہی لفظ میں بتایا ہے۔ اور وہ تمام اصول و فروغ پر حاوی ہے۔ اسلامی تعلیم و احکام کا خلاصہ ہے "توحید"۔"

لاٹ پادری: "اگر اسلام کا خلاصہ توحید ہے تو محبت اس سے خارج ہو گئی نیز توحید کو تو ہم بھی اپنے مذہب کا خلاصہ کہتے ہیں۔"

عمر لکھمی: "اگر توحید آپ کے مذہب کا خلاصہ ہے تو آپ کو یہی پیش کرنا چاہیے تھا۔ آپ نے توحید کی بجائے "محبت" کو عیسوی مذہب کا خلاصہ کیوں بتایا؟ رہا یہ کہنا کہ توحید کو مذہب کا خلاصہ تسلیم کرنے سے محبت خارج ہو جاتی ہے غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ محبت پیدا ہی ہوتی ہے توحید سے۔ اگر توحید کو اس کی شرائط کے ساتھ تسلیم نہ کیا جائے تو محبت بے معنی چیز رہ جاتی ہے۔ صرف محبت کو خلاصۂ مذہب قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ توحید کا بالکل انکار کر دیا جائے یا اس کو مذہب کا خلاصہ قرار نہ دیا جائے۔"

لاٹ پادری: "بات یہ ہے کہ محبت ہی سے توحید پیدا ہوتی ہے نہ کہ توحید سے محبت۔"

عمر لکھمی: "یہ آپ کی بالکل الٹی منطق ہے۔ اگر محبت سے توحید پیدا ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ محبت ایک بے معنی لفظ ہے۔ کیونکہ بغیر توحید کے یعنی بغیر خدا کی معرفت کے جو محبت پیدا ہوگی۔ اس میں خدا کی محبت تو شامل نہ ہوگی۔ کیونکہ خدا کی محبت موقوف ہے۔ اس کی معرفت پر اور حقیقی معرفت کا نام ہی توحید ہے۔ لہٰذا خالی خولی محبت سے خدا کی محبت ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔"

لاٹ پادری: "آپ نے طول طویل گفتگو شروع کر دی۔ میرا مطلب تو یہ ہے کہ اسلام میں محبت کا کوئی درجہ نہیں۔"

عمر لکھمی: "آپ غلط فرماتے ہیں۔ اگر اسلام میں محبت کا کوئی درجہ نہیں تو سمجھو کہ دنیا میں محبت ہے ہی نہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ عیسائی مذہب میں محبت کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ صرف زبانی محبت محبت کا دعویٰ ہے لیکن اس کا نہ تو کوئی معیار ہے اور نہ ثبوت۔"

لاٹ پادری: "دیکھو ہماری آسمانی کتابوں کا یہ مشہور مقولہ ہے کہ "خدا محبت ہے"! کیا یہ محبت کا ثبوت نہیں ہے؟"

عمر لکھمی: "یہ سب زبانی جمع خرچ ہے۔ جب تک محبت کا کوئی معیار مقرر نہ کر دیا جائے اس وقت تک محبت کے لفظ کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔"

لاٹ پادری: "وہ معیار ذرا آپ ہی بیان فرمایئے؟ کیا ہماری کتابوں میں خدا کو باپ نہیں کہا گیا؟ کیا باپ کو اولاد کی محبت نہیں ہوتی ہے؟"

عمر لکھمی: "بات یہ ہے کہ محبت، محبت کہنے سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک کہ اس کی کل شرائط پوری نہ ہو جائیں اگر کسی شخص کو کسی سے محبت ہے تو جب تک مصائب اٹھا کر اور اپنی جان و مال کی قربانی کر کے وہ اپنی محبت کا ثبوت پیش نہ کرے گا۔ اس وقت تک اس کو محب صادق نہیں کہا جا سکتا۔ اسی لیے اسلام نے محبت کا معیار اطاعت اور پیروی کو قرار دیا ہے جو جانی اور مالی قربانی کا دوسرا نام ہے۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ۔ اے نبی کہہ دو کہ اگر تم کو خدا کی محبت کا دعویٰ ہے تو میری اتباع کرو۔" اس امتحان میں پورا اترنے کے بعد خدا تم سے محبت کرے گا۔ پس اس آیت نے محبت کا ایک معیار قرار دے دیا ہے جس نے جھوٹی اور سچی محبت کا فرق واضح کر دیا۔ لیکن آپ کے ہاں محبت کا کوئی معیار ہی نہیں۔ ہر بوالہوس اٹھ کر کہہ سکتا ہے کہ مجھے خدا سے محبت ہے۔"

لاٹ پادری: "آپ نے پھر وہی لمبی چوڑی بحث شروع کر دی۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر بات مختصر اور جامع ہو اور اس کا دو ٹوک فیصلہ ہو جائے۔ اچھا بتایئے کہ آپ کی کتاب میں بھی خدا کو باپ کہا گیا ہے۔ جو محبت کا اعلیٰ مقام

ہے، و بس اسی پر فیصلہ ہو جانے گا۔"

عمر فلحی: "اگر اسلام خدا کے لیے "باپ" یا "اَبْ" (اَبْ کے معنی باپ) کا لفظ استعمال کرتا تو اس کی تعلیم کے نقص پر یہ سب سے بڑی دلیل ہوتی۔ اسلام نے اس گمراہ کن لفظ کو اسی وجہ سے اللہ کے لیے استعمال ہی نہیں کیا۔ البتہ اس کے مقابلہ میں وہ الفاظ استعمال فرمائے جو باپ کے مفہوم سے بدرجہا اعلیٰ مفہوم رکھتے ہیں۔"

لاٹ پادری: "تم بڑے گستاخ ہو۔ لفظ "باپ" کو گمراہ کن کہتے ہو۔ اچھا جلد بتاؤ کہ باپ کے مقابلہ میں اسلام نے خدا کے لیے کون سا بہتر لفظ استعمال کیا ہے۔"

(یہاں لاٹ پادری صاحب کی گردن کی رگیں مارے غصہ کے پھول گئیں اور منہ میں جھاگ آنے شروع ہو گئے)

عمر فلحی: "خفا ہونے کی کوئی بات نہیں۔ خدا کے لیے لفظ باپ کو میں نے اس لیے گمراہ کن کہا کہ اس لفظ نے شرک کی بنیاد ڈال دی اور لوگوں نے خدا کے لیے بیٹے تجویز کر لیے۔ آپ بھی حضرت مسیحؑ کو خدا مانتے ہیں نا؟ رہا لفظ "باپ" کے مقابلہ میں [illegible] خدا کے لیے استعمال کیا ہے تو سنیئے وہ لفظ "رب" ہے رب کے معنی ہیں۔ اس ذات کے جو ابتداء سے لے کر انتہا تک تربیت کرتا ہے۔ اور اس کی تربیت کبھی ختم نہیں ہوتی پس اسلام نے خدا کے لیے لفظ رب استعمال کر کے یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی حال میں بھی تربیت کا تعلق منقطع نہیں کرتا۔ لیکن لفظ باپ یا اَبْ میں یہ خرابی ہے کہ باپ ایک زمانہ تک اپنے بچہ کی تربیت کرتا ہے۔ پھر وہ اس سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ باپ اختیاری امور میں بچہ کی تربیت کرتا ہے بے بسی کی حالت میں اس کی تربیت کام نہیں دیتی۔ مثلاً اگر بچہ بیمار پڑ جائے تو باپ اس کی بیماری کو دور نہیں کر سکتا۔ لیکن خدائے تعالیٰ کی تربیت میں یہ بات نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کو کوئی چیز عاجز کرنے والی نہیں ہے۔ اس لیے وہ ہر اعتبار سے دائمی تربیت فرماتا ہے۔ بس ثابت ہوا کہ اَبْ (یعنی باپ) کے مقابلہ میں رَبْ (یعنی پالنہار) خدا کی شان کے شایان ہے۔ [illegible] اَبْ (یعنی باپ) دنیا میں شرک کا سرچشمہ ہے؟"

لاٹ پادری: رب کے جو اثرات آپ نے بتائے ہیں اُن کا تو دنیا میں کوئی ثبوت نہیں ملتا لیکن باپ کی محبت کے مشاہدہ سے آپ انکار نہیں کر سکتے۔ پھر بھلا ایسے بے معنی لفظ کو کون تسلیم کر سکتا ہے جس کا دنیا میں کوئی ثبوت نہ ہو؟ کیا باپ کی محبت کے اثرات سے آپ انکار کر سکتے ہیں؟"

عمر فلحی: "افسوس ہے کہ کفارہ کے عقیدہ نے آپ لوگوں کی عقل پر پردہ ڈال دیا ہے۔ ورنہ آپ ایسا نہ فرماتے ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ انسان ماں کے پیٹ میں پرورش پاتا ہے۔ حالتِ طفلی، جوانی اور بڑھاپے میں بھی اس کی تربیت ہوتی رہتی ہے۔ گویا ابتداء سے لے کر انتہا تک اس کی تربیت ہوتی ہے۔ کیا یہ کام رُبّ کا نہیں ہے؟ اور کیا آپ اس کا روزانہ مشاہدہ نہیں کرتے؟"

باقی آئندہ

دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت (بنوں سرحد) کے متعلق اکابرین حضرات کی آراء

حضرت محدث العصر مولینا محمد یوسف بنوریؒ کی رائے:۔ دارالعلوم لکی مروت کی بنیاد بڑے اخلاص اور تقویٰ پر رکھی گئی ہے جو حضرات اس کی تعمیر اور خدمت میں مصروف ہیں الحمدللہ وہ اپنے اخلاص اور تواضع میں ممتاز ہیں۔ چند سالوں سے میں اس مدرسہ کا معائنہ کر رہا ہوں الحمدللہ کہ منتظمین اور اس میں کام کرنے والے نہایت اخلاص سے لگے ہوئے ہیں۔ میں اس مدرسہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں میں صرف غائبانہ اس مدرسہ کی تعریف نہیں کر رہا بلکہ جو کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ کہہ رہا ہوں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو ترقیات سے نوازے۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن مدظلہ کی رائے:۔

دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت ضلع بنوں ایک قابل وثوق دینی ادارہ ہے حضرت الشیخ البنوریؒ اور دوسرے اکابرین اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان رہے اور ہمیشہ اسکے حسن انتظام و انصرام کی تعریف کرتے رہے شروع سے ہی یہ ادارہ مخلصین کے ہاتھ میں رہا ہے۔ اور یہ سلسلہ بحمداللہ اب تک جاری ہے۔ مدرسہ کی قدیم عمارت طلبہ علوم دینیہ کی کثرت کی وجہ سے تنگ ہو چکی ہے اس لیے مدرسہ نے زمین خرید کر جدید تعمیرات کا سلسلہ شروع کیا ہے، مسجد کا کام شروع کیا تھا لیکن سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے اب بند ہے، ضرورت ہے کہ پاکستان میں خصوصاً کراچی کے اہل خیر و ثروت حضرات اس ادارہ کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرکر اس کی جدید تعمیرات میں دل کھول کر چندہ دیں۔

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن رحمہ اللہ کی رائے:۔ دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت ضلع بنوں ملک کا ایک معیاری دینی ادارہ ہے۔ بندہ کو حال ہی میں دوسری مرتبہ اس ادارہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا، مدرسہ کے مختلف شعبوں کے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ طلبہ کی کثیر تعداد زیر تعلیم ہے اور مدرسہ کے منتظمین نہایت مخلص ہیں خصوصاً مہتمم مدرسہ مولانا فضل اللہ صاحب، نائب مہتمم مولانا حمید اللہ جان صاحب تو سراپا اخلاص ہیں، اساتذہ کرام خوب لگن اور محنت سے اس دینی و علمی کام میں مشغول ہیں۔ بہرحال مدرسہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے اور موجودہ مدرسہ کی عمارت کام بڑھنے اور طلبہ کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ناکافی ہو چکی ہے اسلئے ایک عظیم قطعۂ اراضی گنجان آبادی سے باہر حاصل کیا گیا ہے، انہیں ایک عظیم الشان مسجد زیر تعمیر ہے اور شاندار دارالاقامہ تعمیر کرنے کا پروگرام تیار کیا گیا ہے جس کے لیے ایک خطیر رقم درکار ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مدرسہ کو مزید ترقیات سے نوازے۔ اور منتظمین حضرات کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ اور مزید اخلاص کی توفیق عطاء فرمائے اور مدرسہ کے جملہ وسائل اور تعمیراتی منصوبوں کیلئے اسباب غیب سے مہیا فرمائے۔ آمین۔

لہٰذا۔ اہل خیر حضرات کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہے کہ ایسے صحیح نہج پر کام کرنے والے ادارہ کی اعانت کریں کیونکہ ان کی دینی اور مذہبی ذمہ داری ہے۔ اللہ پاک توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ دستخط: احمد الرحمن عفی عنہ خادم جامعۃ العلوم الاسلامیہ

پتہ: دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت ضلع بنوں (سرحد) پاکستان، اکاؤنٹ نمبر حبیب بینک، خوئیداد خیل لکی مروت بنوں

علامات قیامت

← ظہور امام مہدی علیہ الرضوان
← نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
← خروج یاجوج ماجوج

از: محمد اقبال حیدر آباد

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ تیس کے قریب دجال اور کذاب رسالت اور نبوت کا دعویٰ نہ کریں۔ حتیٰ کہ علم اٹھا جائے گا اور زلزلے بکثرت ظاہر ہوں گے اور زمانہ متقارب ہو گا اور فتنے ظاہر ہوں گے اور قتل کثرت سے ہوں گے اور مال کی بہتات ہو گی یہاں تک کہ زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں ملے گا اور لوگ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اونچے اونچے مکانات تعمیر کریں گے اور مصائب کا اتنا ہجوم ہو گا کہ لوگ قبر کے پاس سے جب گزریں گے تو کہیں گے کہ کاش یہ قبر میری ہوتی اور حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع کرے گا (بخاری ج ۲)

حضرت حذیفہ بن اسیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے کہ اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، فرمایا! تم کس بحث میں مشغول تھے ہم نے کہا! ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے آپؐ نے فرمایا! قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک اس سے قبل دس علامتیں ظاہر نہ ہو جائیں (۱) مشرق میں زمین کا ایک خطہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا (۲) اور اسی طرح ایک خطہ مغرب میں (۳) اور ایک جزیرۃ العرب میں (۴) اور ایک قسم کا عالمگیر دھواں نکلے گا (۵) دجال (۶) دابۃ الارض اور (۷) یاجوج وماجوج کا خروج ہو گا (۸) سورج مغرب سے طلوع کرے گا (۹) قعر عدن سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو حشر کی طرف لے جائے گی (۱۰) اور حضرت عیسیٰ کا نزول ہو گا (مسلم ج ۲)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں یہ بھی ہیں۔ علم دین کم ہو جائے گا، جہالت بڑھ جائے گی زنا عام ہو گا شراب نوشی بکثرت ہو گی۔ مرد کم اور عورتیں زیادہ ہوں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کی نگرانی کرنے والا صرف ایک مرد ہو گا۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے قریب لوگ سلام خاص خاص لوگوں کو دیں گے جن سے جان پہچان ہو گی اور تجارت بکثرت ہو گی حتیٰ کہ عورتیں بھی تجارت میں اپنے خاوند کا ہاتھ بٹائیں گی اور قطع رحمی عام ہو گی اور جھوٹی شہادتیں اور کتمان حق کا زور ہو گا (مستدرک ج ۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! بخدا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک کہ فحش گوئی عام نہ ہو اور پڑوسی کے حقوق پامال نہ کئے جائیں اور قطع رحمی نہ ہو۔ حتیٰ کہ جس کو امین تصور کیا جائے گا وہی خیانت کرے گا اور خائن کو امین سمجھا جائے گا۔ (مستدرک ج ۴)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک زمین پر لا الٰہ الا اللہ کی صدا گونجتی رہے گی (مستدرک ج ۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت قریب ہو گی تو اس وقت نیک لوگوں کی قدر نہیں کی جائے گی اور شریر قسم کے لوگوں کی تعظیم ہو گی۔ باتیں زیادہ کی جائیں گی مگر عمل کم ہو گا اور لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو چھوڑ کر بکثرت ناول وغیرہ پڑھیں گے اور ان میں کوئی ان سے نفرت کرنے والا نہ ہو گا (مستدرک ج ۴)

حضرت مہدی علیہ الرضوان۔ امام مہدیؓ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! مہدیؓ میری نسل سے ہو گا اس کا نام وہ ہو گا جو میرا ہے یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے باپ کا وہ نام ہو گا جو میرے باپ کا نام ہے یعنی عبداللہ آکر دنیا کو انصاف سے بھر دیں گے امام مہدیؓ فراخ پیشانی اور بلند ناک والے ہوں گے ان کا چہرہ ستارے کی طرح چمکتا ہو گا ان کے داہنے رخسار پر سیاہ تل ہو گا اور لباس ان کا دو قطرے عبا ہوں گے ان کی زبان میں ثقل ہو گا اور کشیدہ کشادہ ابرو ہوں گے اور فراخ چشم۔ جب وہ حجاز سے دمشق آئیں گے ان کی عمر اٹھارہ سال ہو گی۔ دمشق کے منبر پر خطبہ پڑھیں گے ان کی داڑھی گھنی ہو گی آنکھیں سرگیں اور دانت نہایت چمکدار ہوں گے۔

امام مہدیؓ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان میں ہوں گے کہ بعض لوگ ان کو پہچان لیں گے اور ان کو زبردستی گھیر گھار کر ان سے حاکم بنانے کی بیعت کر لیں گے۔

جب امام مہدیؓ کی بیعت کا قصہ مشہور ہو گا تو مدینہ منورہ میں جو فوجیں مسلمانوں کی ہوں گی مکہ میں چلی آئیں گی اور ملک شام و عراق اور یمن کے ابدال و اولیاء سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور بہت عرب کی فوجیں اکٹھی ہو جائیں گی۔ جب یہ خبر مسلمانوں میں مشہور ہو گی تو ایک شخص خراسان سے حضرت امام کی مدد کے واسطے ایک بڑی فوج لے کر چلے گا جس کے لشکر کے آگے چلنے والے حصہ کے سردار کا نام منصور ہو گا اور راہ میں بہت سے بددینوں کی صفائی کرتا چلا جائے گا۔ ایک شخص شام میں ایسا پیدا ہو گا جو سیدوں کا دشمن ہو گا۔ بہت سے سیدوں کا خون کرے گا۔ چونکہ حضرت امام سید ہوں گے وہ شخص حضرت امام سے لڑنے کو ایک فوج بھیجے گا۔ جب یہ فوج مکہ مدینے کے درمیان کے جنگل میں پہنچے گی اور ایک پہاڑ کے تلے ٹھہرے گی سب کے سب زمین میں دھنس جائیں گے صرف دو آدمی بچ جائیں گے۔ ایک تو حضرت امام کو

خبر دے گا اور دوسرا اس سفیانی کو خبر دے گا جس نے فوج بھیجی تھی۔

فتح دمشق: اس وقت نصاریٰ سب طرف سے فوجیں جمع کریں گے اور مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کریں گے اس لشکر میں اس روز اسی جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے ساتھ اس روز بارہ ہزار آدمی ہوں گے تو کل آدمی نو لاکھ ساٹھ ہزار ہوئے۔ حضرت امام مکہ سے تشریف لائیں گے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف کی زیارت کرکے شام کے ملک کو روانہ ہوں گے اور شہر دمشق تک پہنچ پائیں گے کہ دوسری طرف سے نصاریٰ کی فوج مقابلہ میں آجائے گی۔ حضرت امام کی فوج کے تین حصے ہو جائیں گے ایک حصہ تو بھاگ جائے گا ایک حصہ شہید ہو جائے گا اور ایک حصہ کو فتح ہوگی اور اس شہادت اور فتح کا یہ قصہ ہوگا کہ حضرت امام نصاریٰ سے لڑنے کو لشکر تیار کریں گے اور بہت سے مسلمان آپس میں قسم کھائیں گے کہ بے فتح کئے ہوئے نہ ہٹیں گے پس سارے آدمی شہید ہو جائیں گے صرف تھوڑے سے آدمی بچیں گے جن کو لے کر حضرت امام اپنے لشکر چلے آئیں گے اور اگلے دن پھر اسی طرح کا قصہ ہوگا کہ قسم کھا کر جائیں گے اور تھوڑے سے بچ کر آئیں گے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوگا آخر چوتھے دن یہ تھوڑے سے آدمی مقابلہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ فتح دیں گے اور پھر کافروں کے دماغ میں حوصلہ حکومت کا نہ رہے گا۔

اب حضرت امام ملک کا بندوبست شروع کریں گے اور سب طرف فوجیں روانہ کریں گے۔

فتح قسطنطنیہ: اب حضرت امام سارے کاموں سے نمٹ کر قسطنطنیہ فتح کرنے کو چلیں گے جب دریائے روم کے کنارے پر پہنچیں گے بنو اسحاق کے ستر ہزار آدمیوں کو کشتیوں پر سوار کرکے اس شہر کو فتح کرنے کے واسطے تجویز کریں گے جب یہ شہر کی فصیل کے مقابل پہنچیں گے اللہ اکبر اللہ اکبر بآواز بلند کہیں گے اس نام کی برکت سے شہر پناہ کے سامنے کی دیوار ٹوٹ جائے گی اور مسلمان حملہ کرکے شہر کے اندر گھس پڑیں گے اور کفار کو قتل کریں گے اور خوب انصاف اور قاعدہ سے ملک کا بندوبست کریں گے اور حضرت امام سے جب بیعت ہوئی تھی اس وقت سے اس فتح تک چھ سال یا سات سال کی مدت گزرے گی۔

خروج دجال: ابھی حضرت امام یہاں کے بندوبست میں لگے ہوں گے کہ ایک جھوٹی خبر مشہور ہوگی کہ یہاں کیا بیٹھے ہو وہاں شام میں دجال آگیا اور تمہارے خاندان میں فتنہ و فساد کر رہا ہے۔ اس خبر پر حضرت امام شام کی طرف سفر کریں گے اور تحقیق حال کے واسطے نو یا پانچ سواروں کو آگے بھیج دیں گے ان میں سے ایک شخص خبر دے گا کہ وہ خبر محض غلط تھی ابھی دجال نہیں نکلا۔ حضرت امام کو اطمینان ہو جائے گا اور پھر سفر میں جلدی نہ کریں گے۔ اطمینان کے ساتھ درمیان کے شہروں کا بندوبست دیکھتے بھالتے شام میں پہنچیں گے۔ وہاں پہنچ کر تھوڑے ہی دن گزریں گے کہ دجال سچ مچ نکل آئے گا۔ اور دجال یہودیوں کی قوم میں سے ہوگا شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا پھر اصفہان میں پہنچے گا اور وہاں کے ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ دجال جوان ہوگا اور اس کے بال بہت بڑھے ہوئے ہوں گے۔ ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور وہ عبدالعزیٰ بن قطن کے ساتھ مشابہ ہوگا (مسلم شریف) خدائی کا دعویٰ کرے گا اور بہت سے ملکوں پر گزرتا ہوا یمن کی سرحد تک پہنچے گا اور ہر جگہ سے بہت سے بد دین ساتھ ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ مکہ معظمہ کے قریب آکر ٹھہرے گا اور وہاں فرشتوں کا پہرہ ہوگا جس سے اندر نہ جانے پائے گا مگر مدینہ منورہ کو تین بار (الہی) زلزلہ آئے گا جتنے آدمی دین میں سست اور کمزور ہیں وہ سب زلزلہ سے ڈر کر مدینے سے باہر نکل کھڑے ہوں گے اور دجال کے پھندوں میں پھنس جائیں گے اس وقت مدینہ میں کوئی بزرگ ہوں گے وہ دجال سے خوب بحث کریں گے۔ دجال جھلا کر ان کو قتل کر دے گا اور ان کے دو ٹکڑے کرکے دور دور ڈلوا دے گا پھر ان کو جلائے گا وہ جیتے ہو کر اس کی طرف جائیں گے پھر جھلا کر پوچھے گا اب تو میرے خدا ہونے کے قائل ہوئے۔ وہ فرمائیں گے اب تو اور بھی یقین ہو گیا کہ تو دجال ہے پھر وہ ان کو مارنا چاہے گا مگر اس کا کچھ بس نہ چلے گا اور ان پر کوئی چیز اثر نہ کرے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بالفرض دجال میرے وقت میں نکلے تو میں اس سے گفتگو کرکے قائل کر دوں گا اور اگر میرے بعد نکلے تو ہر شخص اس سے بطور خود بحث کرے گا جو مسلمان اس کو پائے سورۃ کہف کے شروع کی چند آیتیں پڑھے وہ دائیں بائیں فساد کا ہنگامہ برپا کر دے گا۔ اے خدا کے بندو! اس وقت اپنے دین پر ثابت رہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کتنے دن زمین میں رہے گا۔ فرمایا چالیس روز، مگر ایک دن ایک برس کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک مہینے کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا اور باقی ایام معمولی ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو دن ایک برس کے برابر ہوگا اس میں پانچ نمازیں کافی ہوں گی؟ فرمایا نہیں اوقات کا اندازہ کرکے نمازیں پڑھی جائیں گی۔

پھر صحابہؓ نے عرض کیا اس کی سرعت سیر کی کیفیت کیا ہوگی؟ فرمایا جس طرح ابر کو ہوا لے جاتی ہے۔ وہ کسی قوم میں جاکر ان کو اپنے اوپر ایمان لانے کو کہے گا جب وہ اس پر ایمان لائیں گے تو آسمان کو حکم کرے گا کہ پانی برسائے اور زمین کو حکم کرے گا سبزہ اگائے جس سے جانور خوب موٹے تازے ہو جائیں گے پھر دوسری قوم پر جاکر اس کو اپنی طرف مائل کرے گا مگر وہ قبول نہ کریں گے وہاں سے جب وہ لوٹیں گے تو ان پر قحط آجائے گا اور کسی قسم کا مال ان لوگوں کے ہاتھ میں باقی نہ رہے گا اس کے بعد ایک ویرانے پر گزرے گا اور اس سے کہے گا کہ اپنے خزانے کو نکال۔ چنانچہ وہاں کے خزانے اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔

نزول عیسیٰؑ اور قتل دجال: حضرت عیسیٰؑ تو **علم للساعۃ** یعنی قیامت کی نشانی ہیں (قرآن)

وہاں سے دجال (اسی طرح کی شعبدہ بازیاں دکھاتا ہوا) ملک شام کو روانہ ہوگا جب دمشق کے قریب پہنچے گا اور حضرت امام پہلے سے وہاں پہنچ چکے ہوں گے اور لڑائی کے سامان میں مشغول ہوں گے عصر کا وقت آجائے گا اور مؤذن اذان کہے گا اور لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ اچانک حضرت عیسیٰؑ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اترتے ہوئے نظر آئیں گے اور جامع مسجد کی شرق کی طرف کے منارے پر آکر ٹھہریں گے اور وہاں سے زینہ لگا کر نیچے تشریف لائیں گے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عیسیٰ ابن مریمؑ اتریں گے تو میری امت کا امیر ان سے کہے گا آگے نماز پڑھائیے وہ انکار کرکے کہیں گے اس امت کے امیر انہی میں سے رکھے

ہیں۔ یہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اس اُمت کو بزرگی دی ہے۔ حضرت امام سب لڑائی کا سامان ان کے سپرد کرنا چاہیں گے مگر وہ فرمائیں گے لڑائی کا انتظام آپ ہی رکھیں میں خاص دجال کو قتل کرنے آیا ہوں غرض جب رات گزر کر صبح ہو گی حضرت امام لشکر کو آراستہ فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰؑ ایک گھوڑا اور ایک نیزہ منگا کر دجال کی طرف بڑھ جائیں گے اور اہل اسلام دجال کے لشکر پر حملہ کریں گے اور بہت سخت لڑائی ہوگی اور اس وقت حضرت عیسیٰؑ کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ جہاں تک نگاہ جائے وہاں تک سانس پہنچ سکے اور جس کافر کو سانس کی ہوا لگ جائے وہ فوراً ہلاک ہو جائے۔ دجال حضرت عیسیٰؑ کو دیکھ کر بھاگے گا آپ اس کا پیچھا کریں گے یہاں تک کہ باب لُد ایک مقام ہے وہاں پہنچ کر اس کا کام تمام کریں گے اور مسلمان دجال کے لشکر کو قتل کرنا شروع کریں گے پھر حضرت عیسیٰؑ شہر در شہر تشریف لیجا کر جتنے لوگوں کو دجال نے ستایا تھا سب کو تسلی دیں گے اور خدا کے فضل سے اس وقت کوئی کافر نہ رہے گا۔

پھر حضرت امام مہدیؑ کا انتقال ہو جائے گا اور سب بندوبست

حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ آجائیگا خروج یاجوج ماجوج: اسی اثنا میں حضرت عیسیٰؑ پر حق تعالیٰ وحی فرمائے گا کہ اب ہم نے اپنے ایسے بندوں کو نکالا ہے جس کے مقابلے کی کسی میں طاقت نہیں اس لئے ہمارے پیارے بندوں کو تم طور کی طرف لے جاؤ۔ اس وقت حق تعالیٰ یاجوج ماجوج کو زمین پر بھیجے گا۔ جو ہر بلندی پر دوڑتے نظر آئیں گے ان کی کثرت کی یہ کیفیت ہوگی کہ جب بحیرہ طبریہ پر ان کا گزر ہوگا تو اس کا سب پانی پی جائیں گے جس کو دیکھ کر ان کے پچھلے لوگ خیال کریں گے کہ شاید کسی زمانے میں یہاں پانی تھا۔

ادھر حضرت عیسیٰؑ اور ان کے اصحاب محصور ہوں گے اور اشیاء کی نایابی اس درجہ تک پہنچ جائے گی کہ آج کے دن سو اشرفیوں کی جو قیمتیں قدر ہے اس روز بیل کے سر کی قدر ہوگی۔ اس وقت عیسیٰؑ اور ان کے اصحاب خدا کی طرف توجہ کریں گے اور حق تعالیٰ ایک کیڑا یاجوج ماجوج کی گردنوں میں پیدا کرے گا جس سے ایک رات میں وہ سب مر جائیں گے ایک ان میں سے نہ بچے گا پھر عیسیٰؑ اپنے اصحاب کے ساتھ اپنے مقام سے نکلیں گے اور دیکھیں گے کہ زمین پر ایک بالشت بھر جگہ بھی ایسی نہیں جہاں ان کی گندگی اور چربی نہ ہو۔ سب خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے کہ یہ مصیبت دفع فرمائے۔ تب حق تعالیٰ بڑے بڑے پرندے بھیجے گا اور وہ ان کی لاشوں کو اٹھا کر جہاں منظور الٰہی ہوگا ڈال دیں گے اور پانی برس جائے گا جس سے تمام روئے زمین آئینے کی طرح صاف ہو جائے گی۔

برکت کا نزول: پھر زمین کو حکم ہوگا ثمرات لگا دے اور برکت از سر نو ظاہر کرے چنانچہ برکت کی یہ کیفیت ہوگی کہ ایک انار ایک جماعت کو کافی ہوگا اور اس کے چھلکے کے سائے تلے ایک جماعت بیٹھ سکے گی اور ایک اونٹنی کے دودھ میں یہ برکت ہوگی کہ ایک بڑی جماعت اس سے سیراب ہو جائے گی اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلے کو اور ایک بکری کا دودھ ایک خاندان کو کافی ہوگا۔

وفات عیسیٰؑ: حضرت عیسیٰؑ چالیس برس اس دنیا میں رہیں گے اور شادی بھی کریں گے کہ ان کی اولاد بھی ہوگی پھر آپ وفات پا جائیں گے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں دفن ہوں گے۔

ذکریوں نے ایک نومسلم سیّد محمد کو ذکریت سے تائب ہونے پر بے دردی سے شہید کر دیا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کا زبردست احتجاج۔ قاتلوں کو گرفتار کرنے اور عبرت ناک سزا دینے کا مطالبہ

کوئٹہ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کی مجلس عاملہ کا ہنگامی اجلاس مولانا منیر الدین امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کی صدارت میں ہوا جس میں مولانا عبدالواحد نائب امیر عالمی مجلس، مولانا عبدالرحیم رحیمی، مولانا مفتی احتشام الحق آسیا آبادی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا عبدالعزیز خان لاشاری، حاجی تاج محمد فیروز، چوہدری محمد طفیل اعوان، حاجی نعمت اللہ خان، حافظ محمد انور خان، سندر خیلی، خلیل الرحمٰن اور دیگر اراکین نے شرکت کی۔ نومسلم سعید خان عرف سید محمد شہید کی شہادت کے بارے میں سندھ میں عالمی مجلس کے وفد کی دورے کی رپورٹ پیش کی گئی۔ وفد کی قیادت مولانا مفتی احتشام الحق آسیا آبادی نے سندھ میں جا کر موقع پر جا کر جو رپورٹ تیار کی انہوں نے تفصیلی رپورٹ اجلاس میں پڑھ کر سنائی۔ رپورٹ کے مطابق۔

وفد کی رپورٹ کے مطابق مقتول مذکورہ واقعی نومسلم سید محمد یعنی سعید خان ہے۔ اس سلسلے میں کسی فرد واحد کی بھی دو رائے نہیں تھیں حتیٰ کہ خود ذکری اور پولیس کے افراد بھی اس سے متفق ہیں رپورٹ کے مطابق سعید خان کو شہید کرنے والے ذکری ہی تھے جس کے قاتلوں میں سے چند کے نام ایف آئی آر میں درج ہیں جو مقامی لوگوں نے ازراہ رشتہ داری اور حب اسلام کے جذبے سے درج کرائی ہے۔

رپورٹ کے مطابق سعید خان کو تربت مکران سے ان کے ذکری رشتہ دار ورغلا کر اپنے ساتھ سندھ لائے اور قاتلوں نے مقتول سے کہا کہ سندھ میں جو ہماری مشترکہ زمین ہے اس کا چل کر فیصلہ کریں آپ اپنا حصہ لیں اور ہمیں اپنا حصہ دیں۔ اس دھوکہ سے وہ سعید خان کو سندھ میں اپنے ہمراہ لانے پر کامیاب ہو گئے اور وہاں جا کر اس کو بے دردی سے شہید کر دیا اور اس کے کان، ناک، ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضا کاٹ کر اس کی لاش کی بے حرمتی کی۔

عینی شاہدوں کے مطابق اس واردات کے وقت جب کہ ان کی لاش کا مثلہ کیا جا رہا تھا انگلیاں، کان، ناک، زبان اور آنکھیں کاٹی جا رہی تھیں اس وقت کچھ مقامی لوگوں کے مطابق ذکری بار بار اس کو اسلام سے پھر کر مرتد بنانے کے لئے کہتے رہے اور وہ انکار کرتا رہا

رہا اور کلمہ طیبہ کا ورد کر کے اسلام پر ثابت قدمی کا اظہار کرتا رہا اس ظلم اور بربریت کو دیکھ کر انسانی ہمدردی کے تحت قاتل گروپ کی چند عمر رسیدہ عورتیں آگے آئیں اپنے ذکری مردوں کو اس طرح کرنے سے منع کیا حتیٰ کہ ایک عمر رسیدہ ذکری عورت سعید خان نومسلم کے جسم سے چمٹ گئی اور قاتلوں کو چیخ چیخ کر منع کرتی رہی لیکن انتقام کے نشے میں چور ظالم افراد نے ایک بھی نہ سنی بلکہ اسی ذکری عورت کو مار کر ہٹایا اور اس کا بازو بھی توڑ دیا۔

اجلاس نے اس دردناک اور وحشیانہ قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے خصوصی عدالت میں کیس کو چلایا جائے۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ عالمی مجلس کا ایک وفد عنقریب سندھ جا کر اس کیس کی پیروی کرے گا اور ایک وفد اسلام آباد جا کر ذکری مسئلہ اور ذکریوں کے عقائد و جرائم اور اس وحشیانہ قتل کے پس منظر سے اعلیٰ حکام صدر اور وزیر اعظم پاکستان کو آگاہ کرے گا اور بلوچستان کی سطح پر ذکری فتنہ کی سرکوبی کے لئے مستقل بنیادوں پر تحریک چلائی جائے گی۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ رمضان شریف کے مقدس مہینہ میں کوہ مراد پر تمام ذکریوں کے فرضی حج پر فوری پابندی لگا دی جائے اور ان کے نقلی کعبہ کو مسمار کیا جائے۔

اور نومسلم سعید خان کے قاتلوں کو گرفتار کر کے عبرتناک سزا دی جائے بصورت دیگر رمضان شریف میں ذکریوں کے نقلی حج کے موقع پر مسلمانوں کے اشتعال اور ان کے انتقامی جذبہ کو روکنا ناممکن ہو جائے گا۔

اجلاس کے فیصلے کے مطابق اس وحشیانہ قتل کی کل پوسٹ
اور ایف آئی آر کی نقول پندرہ دن تک تمام اخبارات
کو جاری کر دی جائیں گی۔

قادیانیوں کے پانچ ارکان مذہب

- انگریز کی اطاعت فرض
- جہاد حرام
- جھوٹ
- منافقت اور دھوکہ
- قبروں کی تجارت اور چندہ

ایک قادیانی کا خط اور اس کا جواب

از قلم محمد حنیف ندیم

قسط نمبر ۳

(ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۲۵۲ از مرزا قادیانی)

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر صریح جھوٹا الزام ہے۔ قادیانیوں یا آپ میں (خط لکھنے والا قادیانی) ہمت ہے تو حدیث پیش کریں۔

۲۔ بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس مسیح موعود خلیفہ کے لئے آواز آئے گی۔ هٰذا خلیفة اللّٰه المهدی (شہادۃ القرآن ص ۴۱ طبع اول از مرزا)

(ہاتھ کنگن کو آرسی کیا) بخاری شریف موجود ہے ہمت ہے تو اس سے یہ الفاظ دکھاؤ۔

۳۔ تفسیر ثنائی (مولانا ثناء اللہ کی تفسیر) میں لکھا ہے کہ ابو ہریرہؓ فہم قرآن میں ناقص تھا اور اس کی روایت پر محدثین کو اعتراض ہے ابو ہریرہؓ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔

تفسیر ثنائی بھی ہر جگہ دستیاب ہے کیا کوئی مرزائی یا آپ (خط لکھنے والا) میں اتنی جرأت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے بارے میں یہ الفاظ اس تفسیر میں دکھا دیں :-

هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین۔

پس ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا جبکہ جھوٹا منافق ہوتا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں ہم کیا فتویٰ لگائیں مرزا قادیانی کا اپنا فتویٰ اس کے لئے کافی ہوگا مرزا لکھتا ہے:

(۱) جھوٹ ام الخبائث ہے۔ (اشتہار تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۲۸)

(۲) جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ (اربعین ...)

(۳) لعنت ہے مفتری پر خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں

(نصرۃ الحق ص ... از مرزا)

ان کذب بیانیوں کے علاوہ مرزا قادیانی کے وہ جھوٹ الگ ہیں جو اس نے مختلف دعووں کی صورت میں کئے ہیں اور جن میں بے انتہا تضاد بھی ہے اس وقت یہی جھوٹ بطور نمونہ پیش کئے ہیں جن سے ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا اور منافق کی یہ بھی ایک اہم علامت ہے۔

ضمنی بات :-

مرزا قادیانی نے اس شعر میں

لعنت ہے مفتری پر خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں

جھوٹے کو لعنت کا مستحق قرار دیا ہے آئیے! ذرا دیکھیں کہ مرزا قادیانی پر لعنت کیسے پڑی کہ اسے ذرا بھی مہلت نہ ملی۔ ہوا یوں کہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو

ایک اشتہار بعنوان ”مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ“ شائع کیا جس میں مولانا مرحوم کو یوں مخاطب کیا:۔

”اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا..... مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی ہی میں ان کو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے۔“

خدا کی قدرت ملاحظہ فرمائیے کہ مرزا قادیانی نے مولانا مرحوم اور اپنے لئے طاعون یا ہیضہ امراض مہلکہ کی دعا مانگی تھی جو پوری ہوگئی اور مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو منگل کے دن اس حالت میں کہ دونوں راستے گندگی اگل رہے تھے یعنی دست اور قے دونوں تھے، جہنم واصل ہو گیا بیک وقت دو مرضوں کے شدید حملے سے حالت یہ ہوگئی کہ جب دست سے فارغ ہو کر لیٹنے لگا تو پشت کے بل چارپائی پہ جا گرا سر تڑاخ سے لکڑی سے ٹکرایا اور پھر سیدھا جہنم کو سدھار گیا۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے سیرت المہدی مرزا بشیر ایم اے پسر مرزا ص۱۱)

عموماً مرزائی کہہ دیتے ہیں کہ یہ غلط ہے کہ مرزا مرض ہیضہ سے مرا۔ یہ بات غلط ہے یا صحیح ہماری لکھی ہوئی نہیں بلکہ خود مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر ایم اے کی لکھی ہوئی ہے کہ جب مرزا مرا تو اسے دست اور قے دونوں تھے اس کا نام ہیضہ ہے کسی شاعر نے مرزا کی موت کا ان دو شعروں میں یوں نقشہ کھینچا ہے۔

”

یوں کہا کرتا تھا مر جائیں گے اور
اور تو زندہ ہیں خود ہی مر گیا
اس سے بیماروں کا کیا ہو گا علاج
کالرا سے خود مسیحا مر گیا

(کالرا ہیضہ کو کہتے ہیں)

مرزا قادیانی کی گواہی۔ مرزا کے خسر کی زبانی:۔

”جس وقت مرزا قادیانی کا آخری وقت آ پہنچا اور وہ دست و قے سے بے حال ہو گیا تو اس بے حالی میں مرزا قادیانی کے خسر میر ناصر نواب کو جگایا گیا وہ مرزا کی موت کا آنکھوں دیکھا حال اپنی خود نوشت سوانح حیات ناصر ص۱۴، ۱۵ پر لکھتا ہے:۔

”حضرت صاحب جس رات بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ”میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے“ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا“

اس بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ مرزا قادیانی کی منہ مانگی موت لعنت کی موت تھی اس کا خیال تھا کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری پہلے مرجائیں گے پھر میں ڈنکے بجاؤں گا کہ میری پیشگوئی پوری ہوگئی لیکن مولانا مرحوم مرزا کی منہ مانگی لعنتی موت واقع ہو جانے کے بعد چالیس سال زندہ رہے اور سرگودھا میں انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ منافق کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے چونکہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا اس لئے منافق بھی تھا۔

۲۔ منافق کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ امانت میں خیانت کرے۔

مرزا قادیانی خائن تھا۔ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر ایم اے اپنی والدہ سے یوں روایت کرتا ہے:۔

”بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ اپنی جوانی کے زمانہ میں مسیح موعود (مرزا) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو ان کے پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلے گئے جب حضرت صاحب نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو بہلا پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہوگئے۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص۴۳)

یہ تو دادا کی پنشن میں اس نے خیانت کی اس کے بعد کی زندگی خصوصاً اس نے جو دعاوی کیئے اور دعاوی کے بعد اس نے سادہ لوح لوگوں کو لوٹا اور پھر اس نے اور اس کے خاندان نے عیاشیاں کیں، گلچھڑے اڑائے اس کی جھلکیاں ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی خود کو ”رئیس قادیان“ لکھتا تھا لیکن اس کا نیچے والا ہاتھ اوپر والے ہاتھ سے ہمیشہ نیچے ہی رہتا تھا۔ ساری عمر چندہ مانگنے اور گلچھڑے اڑانے میں گذر گئی آج اس کی ذریت اس کی لوٹ کھسوٹ کی دولت پر برطانیہ اور دوسرے یورپین ملکوں میں عیاشیاں کر رہی ہے۔ دعوائے نبوت و مسیحیت سے پہلے مرزا قادیانی باوجود رئیس قادیان کہنے کے اپنی حالت یہ لکھتا ہے:۔

”میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسے رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خاص یہی قادیاں ہوا

سلسلہ کے نام پر لوٹ کھسوٹ کی گرم بازاری:۔

”قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجالائے۔ کسی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ چندہ کے بغیر نہیں چلتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے۔ اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیں تو بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ (از مرزا قادیانی مندرجہ بدر مورخہ ۹ جولائی ۱۹۰۳ء / اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ ص۹۴ مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۳۰ء)

”مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپے ماہوار آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک سے اٹھاتا ہے۔ اور متکبروں کو خاک

میں ملتا ہے۔ اس نے میری دست گیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے۔ اور شاید اس سے بھی زیادہ ہو۔

اگر اس میرے بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے۔ حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ ہزارہا روپیہ کی آمدنی اس طرح بھی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں۔ اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۱۱-۲۱۲ مصنفہ مرزا قادیانی)

ملکٹا ہضم پتھر ہضم:-

مرزا قادیانی نے لاکھوں کی تعداد میں عام چندہ ہی نہیں بٹورا بلکہ پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے حرام آمدنی کو بھی حلال قرار دیدیا ایک کنجنی کا واقعہ ملاحظہ کیجئے:-

"بیان کیا مجھ سے عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ سے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنجنی تھی اس نے اس حالت میں بہت روپیہ کمایا پھر وہ مرگئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی اب میں اس مال کو کیا کروں حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانے میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہوسکتا ہے" (یعنی میں جس اسلام کی خدمت کر رہا ہوں اس پر خرچ ہوسکتا ہے اور جس اسلام کے دو اہم رکن ہیں ایک انگریز کی اطاعت اور دوسرے انگریز کے خلاف جہاد کی حرمت پر مبنی لٹریچر کی اشاعت۔ ندیم)

دیکھا آپ نے کہ کنجنی کے حرام مال کو بھی اپنے اللوں تللوں کے لئے حلال کرڈالا۔

قبروں کی تجارت:-

مرزا قادیانی نے چندہ اینٹھنے کے لئے قبروں کی تجارت کا سلسلہ شروع کیا جس کی بنیاد اپنے خودساختہ الہامات اور خوابوں پر رکھی۔ مرزا قادیانی نے اپنا ایک خواب اس طرح بیان کیا ہے:-

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے کہا کہ نماز سے کوئی بیس منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے۔ کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے یعنی جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔"

(مکاشفات ص۴۳ مؤلفہ بابو منظور الٰہی قادیانی)

(باقی آئندہ)

بقیہ : یادرفتگاں

ادا کی گئی۔ اور ہزاروں نے زیارت بھی کی اور تعزیت جی بھر کے کی۔ اور مغرب سے قبل دین پور شریف ایں حضرت مفتی صاحبؒ کے جسم مبارک کو پہنچایا گیا ابھی مغرب کی اذان میں پانچ منٹ باقی تھے مگر حضرت مولانا یوسف لدھیانوی مدظلہ کے فرمانے کے مطابق نماز کے فوراً بعد تدفین کی گئی۔ موت کے بعد بھی حضرت مفتی صاحبؒ کے جسم مبارک کی لچک چمک اور تازگی واطمینان زندوں کا سا تھا۔ بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر اور وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ ط۔ ووجوہ یومئذ ناعمۃ لسعیھا راضیۃ ط اور وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ کا ایک عملی نمونہ دکھائی دے رہا تھا۔ بلاشبہ یہ ان کی کرامت تھی۔ اور عنداللہ مقبولیت کی دلیل۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی وصیت کے مطابق دین پور شریف کے مبارک قبرستان میں دفن کیا گیا۔ جہاں حضرت مولانا اللہ بخش صاحب بہاولنگریؒ خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ جیسے قطب الاقطاب آرام فرما رہے ہیں۔ حضرت مفتی صاحبؒ بھی اپنے وقت کے قطب تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نے اپنے تعزیتی کلمات میں فرمایا کہ حضرت مولانا اللہ بخش صاحبؒ کے بعد قطبیت کا مقام حضرت مفتی صاحبؒ کو منتقل ہوا تھا اور وہ اس خطے کے قطب تھے۔ وہ مہاجر فی سبیل اللہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک متبحر محقق عالم دین تھے اولاد صالحہ، تلامذہ اور دینی درسگاہ جامع العلوم عیدگاہ اور قال اللہ تعالیٰ قال الرسول کی صداؤں کا ایسا صدقہ جاریہ چھوڑ گئے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز ان کے بارے میں رب کریم کے ہاں بڑی توقعات ہیں اور فرمایا کہ مجھے خیال ہوتا ہے کہ ان کے جنازے میں شریک ہونے والوں کی انشاء اللہ العزیز بخشش کردی جائے گی۔ ان کی فیوض و برکات سے ہمارے معاملات درست ہوں گے۔

بقیہ : ادبی معلومات

جوابات معلومات

۱۔ محمد ولی رازی نے۔ ۲۔ بدر الزمان۔ ۳۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ ۴۔ حسان بن ثابتؓ کو۔ ۵۔ عبداللہ بن رواحہؓ کو۔ ۶۔ ۱۹۰۵ء میں۔ ۷۔ شیخ سعدیؒ کو۔ ۸۔ نور احمد سیال ۱۹۸۴ء۔ ۹۔ گلشن۔ ۱۰۔ تقریباً ایک ہزار میں۔ ۱۱۔ استعارہ۔ ۱۲۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ۔ ۱۳۔ حفیظ جالندھری نے۔ ۱۴۔ نجم جوزی ۱۹۴۴ء کو۔ ۱۵۔ عبدالکریم۔ ۱۶۔ زبیرؓ کو۔ ۱۷۔ لسان العصر۔ ۱۸۔ فتاویٰ عالمگیری۔ ۱۹۔ ۴۹۔ ۲۰۔ اقبال کے۔ ۲۱۔ ندیم۔ ۲۲۔ سورۂ طلوع الاسلام۔ ۲۳۔ نذیر احمد۔ ۲۴۔ امرؤ القیس۔ ۲۵۔ [illegible] کی کمر سے۔ ۲۶۔ عزیز میں ۱۹۷۷ء۔ ۲۷۔ وکالت کے پیشے۔ ۲۸۔ سلطان ترکی نے۔ ۲۹۔ سید سلیمان ندویؒ کا۔ ۳۰۔ قرآن پاک کا منظوم ترجمہ۔ ۳۱۔ راجہ رشید محمود۔ ۳۲۔ عربی اور فارسی میں۔ ۳۳۔ شاہ ولی اللہؒ کی۔ ۳۴۔ یونانی فلسفے کے رد میں۔ ۳۵۔ احمد نگر میں۔ ۳۶۔ امام ابو یوسفؒ کا۔ ۳۷۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ۔ ۳۸۔ ساڑھے سات سو تقریباً۔ ۳۹۔ تشبیہ کلیم سے۔ ۴۰۔ مولانا ظفر علی خان کا۔

۴۱۔ کوئی گل باقی رہے گا نہ چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

(واللہ عالم بالصواب)

بقیہ : خیرٌ و ابقیٰ

اس کے سامنے جائیداد کے وہ وارثین ہیں جو اس کی موت کے انتظار میں بیٹھے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ سب سے تکلیف دہ حقیقت اس کی بے بسی ہے۔ اور حسرت ویاس کا یہ مجسمہ اپنے سوا سب کو بے وفا پا رہا ہے اس میں کسی کے لئے خلوص نہیں رہا اور اگر رہا تو ان وارثین کے لئے جو آج اس کا منہ چڑا رہے ہیں وہ بھول بھلیوں میں پڑا رہا اور صراط مستقیم سے انحراف کرتا رہا اس کی زبان اور دل میں کبھی تعاون نہ رہا اس نے ریاکاری کی یہ حدیں انسانوں کی

محدود نہ رکھیں، بلکہ اپنے خالق کو بھی دھوکہ دینے کی انتہا نہ
بت میں زندگی گزارتا رہا۔ اور وضو اور قبلہ رخ ہو کر نماز کے لئے
کھڑا ہوا تو زبان سے ایاک نعبد وایاک
نستعین ○ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی
سے مدد مانگتے ہیں کے کلمات ادا کرنے پر کبھی اس کو خیال
نہ آیا کہ کیا میں اپنے رازق کے سامنے جھوٹ تو نہیں بول رہا!
کیا میں اپنے خالق کے علاوہ کسی سے مدد کیلئے تو نہیں پکارتا؟
اور اگر میں ایسا کرتا ہوں تو مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ نماز میں یہ
بات ادا کر کے خدا کے حضور غلط بیانی کروں قول و فعل کا یہ
تضاد کس ہستی کے سامنے کر رہا ہوں جو علیم بذات الصدور
ہے اور جس کا فرمان ہے۔

لم تقولون ما لا تفعلون ○

وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر تمہارا عمل نہیں۔

اے انسان اپنے خالق کے ساتھ اس برتاؤ سے تیرا
کس طرح بھلا ہوگا؟ دنیا تو نے خواہشات نفس کی پیروی میں
برباد کر لی اور دین فاسد عقیدوں کی نذر کر دیا۔

ناخواندہ حضرات پر تو ناخواندگی کا افسوس ہے ہی لیکن
جب پڑھے لکھے حضرات بھی ایسا کریں تو یہ بات لازم آتی
ہے کہ حق شناس ہونے کے باوجود تعصب کے ایسے جال میں
پھنسے ہوئے ہیں جس سے نکلنا مشکل تو نہیں لیکن ان کے لئے
اپنے طبقہ میں باعث ندامت ضرور ہے کہ کہیں ان کے حواری
ان کا بائیکاٹ نہ کر دیں۔ اپنے ہم نشینوں کی ناراضگی گوارا
نہیں خواہ خدائے ذوالجلال کتنا ہی ناراض کیوں نہ ہو جائے
اسی طرح متاع آخرت کی فکر نہیں اور متاع دنیا کے لئے دوڑ لگی
ہوئی ہے وہ دنیا جس کے لئے فرمان خداوندی ہے کہ اس دنیا
سے آخرت بہتر اور دائمی ہے وہ دنیا جس کے لئے فرمان پیغمبر
ہے کہ۔

الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب

(دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے)

وہ دنیا جس کی محبت ہی ہزار گناہوں کا ایک گناہ ہے
وہ دنیا جس میں انسانوں کو یوں رہنا چاہیئے جیسے وہ شخص
کے گھر میں مہمان وہ عارضی دنیا جس میں آمد کی شہنائی ہی
کوچ کا نقارہ ہے۔

لیکن کارخانہ قدرت میں کوئی چیز حکمت سے خالی نہیں
ہیں وہ دنیا جسے مزرعۃ الآخرۃ (آخرت
کی کھیتی) کہا گیا ہے اسی دنیا پر عقبیٰ موقوف ہے یہیں دنیا
جنت میں ملائے گی اور جہنم بھی۔

غور و فکر کی بات یہ ہے کہ دنیا میں کیسے اعمال کیے
جائیں کہ عقبیٰ بہتر ہو جائے۔ انسان کی راہنمائی کے لئے خداوند
رحیم نے ہر زمانہ میں اہتمام کیا امت محمدیہ کے لئے رحمۃ للعالمین
کے ذریعے صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعین کو حاصل ہوا۔ بزرگوں
کی مساعی سے آٹھ سو زمانوں میں پھیلا اور ہم تک پہنچا۔ ہم
پر لازم ہے کہ فلاح آخرت کے لئے اس نور ہدایت سے زیادہ
استفادہ کریں .... غور کریں کہ قرآن حکیم
کی تعلیمات فراہم کر رہا ہے احادیث سے کیا نور چھن چھن
کر آرہا ہے خود بخود ظلمات کے پردے چھٹ جائیں گے اور
نور جاری راہنمائی کرے گا۔

نور۔ نور۔ نور کی رٹ لگانا بے سود ہوگا جب
تک اس نور سے ہم استفادہ نہ کریں اور قرآن و حدیث
پر عمل پیرا نہ ہوں چیز کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو اندھیرے
میں نظر نہیں آسکتی جب تک اس پر روشنی نہ ڈالی جائے
خالق انسان نے اپنی کتاب کے ساتھ نبی اکرمؐ کے قول و فعل
اور اخلاق حسنہ کو ہمارے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے
..... یہی کلام الٰہی کی تجلیات حدیث کے نور میں
ہی نظر آسکتی ہیں صرف غور کی ضرورت ہے۔ بہتر اور ابدی
آخرت کے لئے محنت درکار ہے پھر وہ راستہ خود بخود نظر آنے
لگے گا جس پر خدا کے انعام یافتہ گزرے ہیں۔ خدا سے محبت
خدا کی عبادت اور نبیؐ سے عشق نبیؐ کی اطاعت کے بغیر کھوکھلا
نعرہ ہے۔ اور کھوکھلے نعروں کا انجام ناکامی و نامرادی کے سوا
کچھ بھی نہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بقیہ : سیدنا ابوبکر صدیقؓ

ریاض النضرۃ میں امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ
نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جو وحی مجھ پر
نازل کی گئی میں نے اس ابوبکرؓ کے سینہ میں نچوڑ دیا۔

افضل الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰؐ نے بھی آپ کی افضلیت
کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ تین سو سولہ احادیث
مبارکہ سے آپ کی افضلیت بالکل عیاں ہوتی ہے۔

ابن عساکر نے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اچھی خصلتیں تین سو
ساٹھ ہیں جب خداوند تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں کہ کسی بندہ
کو جنت دی جائے تو اس میں سے ایک خصلت اس میں
ڈال دیتے ہیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ "ان میں
سے کوئی خصلت مجھ میں بھی ہیں"؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔
"تم سب خصلتوں کے جامع ہو۔ تمہیں مبارک ہو کہ تم
میں تمام خصلتیں ہیں"۔

حضرت علی المرتضیٰؓ سے تواتر کے ساتھ روایت ہے کہ
آپؓ (اپنے زمانہ خلافت میں) فرماتے تھے کہ رسولؐ کے
بعد امت میں سب سے افضل اور بلند مرتبہ حضرت ابوبکرؓ
اور حضرت عمرؓ ہیں اور جو کوئی مجھے ان دونوں سے افضل
قرار دے گا میں اس پر حد جاری کروں گا"۔ سیدنا علیؓ کی
آل اولاد بھی خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی بڑی
عزت و توقیر کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت جعفر صادقؒ تو
سیدنا صدیق اکبرؓ کا نواسہ ہونے پر فخر کیا کرتے تھے۔

کسی شخص نے سیدنا باقرؒ سے تلوار کو چاندی سے
مرصع کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا۔
"کیونکہ ابوبکر صدیقؓ نے اپنی تلوار کو چاندی سے مرصع کیا تھا"۔
راوی کہنے لگے "آپ بھی ان کو صدیقؓ کہتے ہیں"؟ سیدنا باقرؒ
غضبناک ہو کر اپنے مقام سے اٹھے اور کہنے لگے "ہاں وہ
صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق، ہاں وہ صدیق ہیں اور جو ان
کو صدیق نہ کہے اللہ اس کو دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے"۔
بحوالہ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مطبوعہ ایران ص۲۲۰
(غایۃ التحقیق ص۳۴)

علمائے امت کا اس بات پر مکمل اتفاق ہے کہ انبیاءؑ
کے بعد ازل سے لیکر ابد تک تمام انسانوں میں سید الصحابہؓ
حضرت صدیق اکبرؓ افضل و اشرف ہیں۔

آپؓ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں اگر آپؓ کے
فضائل کو اختصار کے ساتھ بھی شمار کیا جائے تو صفحات کو
تنگ دامنی کا شکوہ ہوگا۔ آپؓ کے حسن و شباب کو کسی
پیشہ ور شاعر کا مرثیہ یا طویل قصیدہ اور کسی بدبخت مصنف
کی زبان درازی کسی طرح بھی ماند نہیں کر سکتی۔ امت مسلمہ
کے متفقہ قائد سمیت تمام صحابہؓ و اہلبیتؓ کی ناموس کو
آئینی تحفظ فراہم کرنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔

کیا آپ چاہتے ہیں

کہ آپ کی رقم

مسلمانوں کو مرتد

بنانے میں استعمال ہو

؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

تمام غیرتمند مسلمانوں سے ایک سوال

لیکن

اس کے باوجود آپ کی

لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے

آپ کی رقم سے

مسلمانوں کو

مرتد بنایا جارہا ہے

وہ کیسے؟

آپ میں سے بعض لوگ

قادیانیوں سے خرید و فروخت

کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں

سے لین دین کرتے ہیں اور

قادیانی کارخانوں کی مصنوعات

استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں؟

اسی خرید و فروخت، لین دین کے ذریعہ

قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی

ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ

اپنے مرکز ربوہ میں

جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی

کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی

مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار

و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ

ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں

اور انکا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھیئے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز "ربوہ" آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں

براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہذا

تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت مکمل طور پر بند کردیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجیے:۔ قادیانی فنڈ سے مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے کروڑوں روپیہ ہر سال خرچ کرتا ہے

مرکزی دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ

ملتان (پاکستان)، فون: ۴۰۹۷۸

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

قادیانیوں کو آئینی وقانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور جداگانہ انتخابات کے ذریعہ غیر مسلموں کی علیحدہ نمائندگی کا حق تسلیم کیئے جانے کے تاریخی فیصلوں کا منطقی تقاضا ہے کہ

شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ درج کیا جائے

- تاکہ ان فیصلوں پر عمل درآمد میں کوئی اشتباہ پیدا نہ ہو، اور برادر عرب اسلامی ممالک میں جانیوالے پاکستانیوں کی مذہبی حیثیت کے بارے میں کوئی الجھن پیش نہ آئے
- گذشتہ حکومت کے دور میں نئے شناختی کارڈ جاری کرنے کی تجویز آئی، تو مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوۃ کے ذمہ داران نے وفاقی محکمہ رجسٹریشن اور وفاقی سیکرٹری داخلہ سے ملاقات کی اور شناختی کارڈ کے نئے ڈیزائن میں مذہب کے خانے کا اضافہ منظور کروالیا۔
- لیکن اب جبکہ حتمی منظوری کیلئے اسلامی جمہوری اتحاد کی مرکزی کابینہ کے اجلاس میں یہ ڈیزائن منظور ہوا تو اس میں مذہب کا خانہ درج نہیں کیا گیا آخر کیوں ؟

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوّت پاکستان

حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ وزارتِ داخلہ کے حالیہ اعلان کے مطابق نئے بننے والے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ اور رنگ کی علیحدگی ایک قومی، مذہبی اور آئینی مطالبہ کو تسلیم کر کے اسلامیانِ پاکستان کے دینی جذبات کا احترام کیا جائے۔ نیز تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام اور سیاسی رہنماؤں اور عوام الناس سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس جائز دینی اور آئینی مطالبہ کی حمایت میں بروقت اور مؤثر آواز اُٹھائیں تاکہ کمپیوٹر سسٹم پر بننے والے نئے شناختی کارڈوں میں مذہب کے خانہ کا بروقت اندراج ہو سکے۔

منجانب: (مولانا خواجہ) خان محمد (صاحب)
مرکزی صدر آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظِ ختم نبوّت پاکستان
مُلتان فون نمبر: ۴۰۹۷۸